علمِ غیب • اذانِ قبر • فرض کے بعد دعا • لاؤڈ اسپیکر پر نماز • سوئم اور چہلم •
میت کے مکان پر فاتحہ • دعا بعد نمازِ جنازہ • اذان میں انگوٹھے چومنا

آٹھ مسائل کا حکم شرعی مسمّٰی باسم تاریخی

هشت خزینه

"۔۔۔۔۔ھ ۔۔۔۔۔ ۱۳

من ریاض الفتاویٰ المعروف

آٹھ خزانے

حضرت مفتی سیّد ریاض الحسن جیلانی حامدی قدس سرہٗ

باہتمام

ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی

ناشر

مکتبۂ قاسمیہ برکاتیہ • حیدرآباد

دارالعلوم احسن البرکات، شاہراہ مفتی محمد خلیل خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

علم غیب • اذانِ قبر • فرض کے بعد دعا • لاؤڈ سپیکر پر نماز • سوئم اور چہلم • میت کے مکان پر فاتحہ • دعا بعد نماز جنازہ • اذان میں انگوٹھے چومنا

آٹھ مسائل کا حکم شرعی مسمّٰی باسم تاریخی

ہشت خزینہ

۱۳ــــ۷۷ھ

من ریاض الفتاوی المعروف

آٹھ خزانے

حضرت مفتی سید ریاض الحسن جیلانی حامدی قدس سرہٗ

باہتمام

ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی

ناشر

مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ • حیدرآباد

دارالعلوم احسن البرکات، شاہراہ مفتی محمد خلیل خاں

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : ـــــــــــ ہشت خزینہ المعروف بہ آٹھ خزانے

تصنیف : ـــــــــــ مفتی سید ریاض الحسن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب : ـــــــــــ سید ضیاء الحسن جیلانی (خلف اکبر)

محرک و معاون : ـــــــــــ علامہ مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

کتابت : ـــــــــــ افتخار احمد انجم

پروف ریڈنگ : ـــــــــــ حافظ محمد حماد رضا خاں نوری

نگران طباعت : ـــــــــــ عادل میاں برکاتی

معاون نگراں : ـــــــــــ محمد حسان رضا خان نوری

طباعت بار اوّل : ـــــــــــ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ / فروری ۱۹۹۵ء

تعداد : ـــــــــــ ایک ہزار

قیمت : ـــــــــــ

ملنے کا پتہ

۱۔ مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، دارالعلوم احسن البرکات، شاہراہ مفتی محمد خلیل خاں حیدرآباد۔

۲۔ جامعہ ریاضیہ برکاتیہ، جامعہ مسجد غوثیہ امریکن کوارٹرز حیدرآباد۔

۳۔ جامعہ خلیلیہ برکاتیہ، الوحید کالونی، حالی روڈ حیدرآباد۔

۴۔ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی۔

۵۔ ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد کھارادر کراچی۔

حرف آغاز

حضرت مفتی سید ریاض الحسن جیلانی حامدی رضوی قدس سرہ العزیز کا شمار ان علمائے حق میں ہے، جنہوں نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک مسلک صحیحہ کی خدمت کی اور اپنے شب و روز، تحریر و تقریر، خطابت و مناظرے کے ذریعہ، تبلیغ دین میں صرف کئے ____

ترویج و اشاعت دین کے اس عظیم سفر میں، خلیل العلماء علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ، حضرت کے ہمرکاب رہے ____ حتی کہ حضرت کے وصال کے بعد، ساری ذمہ داری حضرت خلیل العلماء پر آپڑی ____ یہاں تک کہ حضرت خلیل العلماء رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہو گئے۔ لیکن یہ حضرات جو پودے لگا گئے ____ آج وہ قدآور درخت ہیں جن کے سایہ میں متلاشیان حق پناہ لئے ہوئے ہیں ____

زیر نظر رسالہ کی طباعت بھی ان اکابر کے مشن کی تکمیل کا حصہ ہے ____ جس میں فاضل اجل اور میرے بزرگ دوست مفتیٔ اہلسنت حضرت علامہ مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ (خلف اکبر حضرت خلیل العلماء) کا خصوصی تعاون شامل ہے۔ مولائے کریم یہ کاوش قبول فرمائے اور حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ایمان والوں کو فائدہ پہنچائے۔ آمین۔

فقیر (پیر) سید ضیاء الحسن جیلانی
حیدرآباد

۷۸۶
۹۲

سوالات از اراکین جماعت مسجد سلاوٹ پاڑہ حیدرآباد

بخدمت جناب مولانا سید ریاض الحسن صاحب مدظلہ العالی

جناب عالی۔ السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین حسب ذیل مسائل میں؟

۱۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا؟ علم غیب کے اصطلاحی ولغوی معنی کیا ہیں؟

۲۔ قبر پر ازروئے شریعت تدفین کے بعد اذان درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو اس کا فلسفہ کیا ہے؟

۳۔ فرض نماز کے بعد اجتماعی حیثیت سے دعا مانگنا اور دعا کے درمیان درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۴۔ لاوڈ اسپیکر پر نماز فرض پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۵۔ سویم اور چہلم کے اصل نام کیا ہیں؟

۶۔ تدفین کے بعد فوتی کے مکان پر آکر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۷۔ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

۸۔ اذان میں حضور پاک کا نام نامی سنکر انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟

امید ہے کہ آپ متذکرہ بالا مسائل ازروئے شریعت حقہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کی روشنی میں حل فرمادینگے۔

۲۸ جولائی ۱۹۵۷ء

آپ کا تابعدار
سرور علی سرور

مسئلہ نمبر ۱

علم غیب

حامدا و مبسملا و مصلیا و مسلما

الجواب

وباللہ التوفیق للصواب۔ محترم من وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ سوالات مذکورہ کے نمبروار جوابات حاضر ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) غیب مصدر ہے اس کے معنی غائب ہونا لغت عربی کی مستند کتاب قاموس میں ہے۔

الغیب۔ الشک۔ غیاب و غیوب وکل ما غاب عنک (قاموس مطبوعہ نولکشور لکھنؤ جلد اول صـ)	غیب کے معنی شک ہیں اسکی جمع غیاب و غیوب ہے۔ اور ہر اس چیز کو غیب کہتے ہیں جو تجھ سے غائب ہو۔

لغت کی معتمد کتاب صراح میں ہے

غیب ناپید شدن	غیب اسے کہتے ہیں جو ظاہر نہ ہو

(صراح مطبوعہ نولکشور لکھنؤ جلد اول صـ۸۲)

لغت عربی کی معروف کتاب المنجد میں ہے

الغیب۔ مص۔ الشک وکل ما غاب عنک۔ السر (المنجد مطبوعہ بیروت صـ۵۹۲)	غیب مصدر ہے اس کے معنی شک کے ہیں اور ہر وہ چیز جو تجھ سے غائب ہو غیب ہے اور غیب کے معنی بھید کے بھی ہیں۔

کبھی یہ بمعنی فاعل آتا ہے اور کبھی بمعنی مفعول حضرت علامہ ابوالبقاعبداللہ بن حسین العکبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

الغیب ھنا مصدر بمعنی الفاعل ای یؤمنون بالغائب عنھم ویجوز ان یکون بمعنی المفعول ای المغیب۔

غیب یہاں مصدر بمعنی فاعل ہے یعنی غائب پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جائز ہے کہ بمعنی مفعول یعنی مغیب کے معنی میں ہو۔

(املاء مامن بہ الرحمٰن من وجوہ الاعراب والقرأت فی جمیع القرآن علی ہامش الجمل مصری ص۲۹ ج۱)

اصطلاح میں غیب اسے کہتے ہیں جو حواس خمسہ (یعنی دیکھنے[1]، سننے[2]، سونگھنے[3]، چکھنے[4]، چھونے[5]) سے اور ادراک عقل سے غائب ہو تفسیر جمل میں ہے۔

ای ماغاب عن الحس والعقل غیبۃ کاملۃ بحیث لایدرک بواحد منھما۔ (تفسیر جمل مطبوعہ مصر ص۱۲ ج۱)

غیب وہ ہے کہ حواس (خمسہ) اور عقل سے مکمل طور پر غائب ہو کہ حواس و عقل اس کا ادراک نہ کر سکیں۔

تفسیر عزیزی میں ہے

غیب نام چیزیست کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ غائب باشد۔

غیب اس چیز کا نام ہے کہ حواس ظاہرہ و باطنہ سے غائب ہو۔

(تفسیر عزیزی پارہ تبارک سورہ جن ص۱۴۲)

اصطلاح شریعت مقدسہ میں غیب اسے کہتے ہیں جس کی حضور کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے خبر دی۔

امام نسفی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

الغیب بما غاب عنھم مما	غیب وہ ہے جو لوگوں سے غائب ہو
انباھم بہ النبی علیہ السلام	اور جسکی خبر حضور نے دی ہو۔

(تفسیر مدارک التنزیل علی ہامش الخازن مصری ج ۱ ص ۲۲)

حضور کے چچازاد بھائی حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں۔

بما غاب عنھم من الجنۃ والنار	غیب وہ ہے جو لوگوں سے غائب ہو
والصراط والمیزان والبعث	جنت دوزخ پلصراط میزان مرکر اٹھنا
والحساب وغیر ذالک (الی	حساب وکتاب وغیرہ اور یہ بھی کہا گیا ہے
ان قال) ویقال الغیب ھو اللہ	کہ غیب خدا کی ذات ہے۔

(تنویر المقیاس من تفسیر عبداللہ بن عباس مطبوعہ مصر ص ۳)

غیب کی اس تعریف کے پیش نظر مسئلہ خود بخود حل ہوگیا کہ جب حضور پاک علیہ الصلاۃ والسلام نے جن چیزوں کی خبریں دیں وہ غیب ہیں تو حضور پاک غیب داں ہوئے کیونکہ نبی کی تشریف آوری ہی غیب کی خبریں دینے کیلئے ہوتی ہے اسی لئے نبوت کے معنی ہی غیب پر اطلاع اور نبی کے معنی غیب کی خبریں دینے والا ہے حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

والمعنی ان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی	نبی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے
غیبہ۔ (شفا شریف مع شرحین مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۱۵۰)	اپنے غیب پر اطلاع بخشی ہے۔

لغت عربی کی مشہور کتاب المنجد میں ہے

(النبیٔ والنبی) المخبر عن الغیب او	نبی اور نبی کے معنی میں غیب کی خبریں دینے والا یا
المستقبل بالھام من اللہ۔ المخبر عن اللہ	اللہ کے الہام سے آیندہ کی باتیں بتانے والا۔ اور
وما یتعلق بہ تعالیٰ۔	خداوند قدوس کی ذات اور اسکے متعلقات کی خبریں
(المنجد مطبوعہ بیروت ص ۷۸۴)	دینے والا۔

اسی میں ہے

(النبؤة والنبوة) الاخبار عن	نبؤت اور نبوت کے معنی ہیں غیب کی
الغیب او المستقبل بالہام من اللہ	یا اللہ کے الہام سے آئندہ کی خبریں دینا
الاخبار عن اللہ وما یتعلق بہ	اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے
تعالیٰ (المنجد مطبوعہ بیروت ص۷۸۴)	متعلقات کی خبریں دینا۔

خود دیوبند کے ایک فاضل مولوی عبد الحفیظ بلیاوی نے اپنی کتاب مسمیٰ بہ "مصباح اللغات" (جو درحقیقت اسی المنجد کا چربہ ہے اور جس کے دوسرے صفحہ پر جلی قلم سے لکھا ہے[1]) میں نبوت کے معنی یہ لکھے۔

"النبؤة والنبوة اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب کی بات بتانا۔ پیشین گوئی کرنا۔

(اسی میں ہے)

النبیٔ والنبی اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب کی باتیں بتانے والا۔ آئندہ کی پیشین گوئی کرنے والا

(مصباح اللغات مطبوعہ ہمدرد پریس دہلی ص۸۲۵)

سوال ہذا کی ہر دو شقوق کا جواب اسی قدر کافی ہے مگر ہم سائل محترم کی تشفی کی خاطر کیلئے قدرے تفصیل سے کلام کرتے ہیں۔ مولا عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

آیت ۱۰۱

ذالک من انباء الغیب نوحیہ	یہ غیب کی خبریں اے محبوب ہم آپ کی
الیک۔ (پارہ ۳-۱۲، سورہ آل عمران وسورہ یوسف)	طرف وحی فرماتے ہیں۔

---

[1] تہدیہ مادر علمی دار العلوم دیوبند کی خدمت میں جس کے فیض صحبت سے میں اس خدمت گرامی کے لائق ہوا۔

آیت ۲۔ اور فرماتا ہے

وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۔

ہم نے آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے

(پارہ ۵ سورہ نساء)

حضرت امام نسفی حنفی علیہ الرحمہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

من امور الدین والشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب

دین اور شریعتوں کے احکام یا پوشیدہ باتوں اور دلوں کے بھیدوں سے آپ کو مطلع فرمایا

(تفسیر مدارک التنزیل علی ہامش الخازن ص ۴۲۹ ج ۱)

تفسیر خازن میں ہے

یعنی من احکام الشرع وامور الدین وقیل علمک من علم الغیب مالم تکن تعلم وقیل معناہ وعلمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب وعلمک من احوال المنافقین وکیدھم مالم تکن تعلم

یعنی آپ کو احکام شرع اور دین کی باتیں سکھائیں اور کہا گیا ہے کہ آپ کو علم سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ خفیہ باتیں آپ کو بتا دیں اور دلوں کے رازوں پر آپ کو اطلاع دی اور منافقین کے احوال اور ان کے مکر بتا دیے جو آپ نہ جانتے تھے

(تفسیر خازن شریف مصری ص ۴۲۹ ج ۱)

تفسیر جلالین میں ہے

من الاحکام والغیب

یعنی احکام اور غیب آپکو سکھا دیے گئے

(جلالین مصری علی ہامش الجمل ص ۴۲۷ ج ۱)

اور فرماتا ہے مولیٰ جل وعلا

آیت ۳:-

الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان ۔ (پارہ ۲۷ سورہ الرحمٰن)

رحمٰن (جل وعلا) نے قرآن پڑھایا انسان کو پیدا فرمایا اور اسے بیان سکھایا۔

تفسیر خازن پھر تفسیر جمل میں اس کے تحت فرمایا

قیل اراد بالانسان محمداً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلمہ البیان یعنی بیان ما کان وما یکون لانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ینبئی عن خبر الاولین والآخرین وعن یوم الدین ۔

کہا گیا ہے کہ آیت میں انسان سے حضور مراد ہیں اور علّمہ البیان سے مراد یہ ہے کہ حضور کو ما کان وما یکون یعنی ماضی و مستقبل کا علم عطا فرمایا اسلئے کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اولین و آخرین اور قیامت کی خبریں دی ہیں۔ (خازن شریف ج ۴ ص ۲۲۳ و تفسیر جمل ج ۴ ص ۲۵۳)

اور فرماتا ہے کریم جل ذکرہ

آیت ۴:-

وماھو علی الغیب بضنین ۔

اور وہ غیب پر بخیل نہیں (پارہ ۳۰ سورہ تکویر)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسکی تفسیر منقول

(وماھو) یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (علی الغیب) علی الوحی (بضنین) بمتہم ویقال ببخیل ۔

حضور سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب یعنی وحی پر متہم نہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بخیل نہیں (یعنی غیب بتانے پر)

(تنویر المقباس من تفسیر عبداللہ بن عباس مصری ص ۳۸۲)

تفسیر خازن شریف میں فرمایا

(وماھو) یعنی محمداً صلی اللہ تعالیٰ

اور وہ یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب پر

علیہ وسلم (علی الغیب) ای
الوحی وخبر السماء (ای ان قال)
بخیل یقول انہ یاتیہ
علم الغیب فلا یبخل بہ علیکم
ویخبرکم بہ ۔ (تفسیر خازن ج ۴ ص ۳۸۳)

یعنی وحی اور آسمانوں کی خبروں پر بخیل
نہیں (گویا اللہ تعالیٰ یوں) فرماتا ہے کہ
انہیں علم غیب آتا ہے تو وہ اسمیں
تم پر بخل نہیں فرماتے تمہیں بھی اسکی
خبر دیتے ہیں ۔

اور فرماتا ہے مولا عزاسمہ

آیت ۱۵ ۔

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب
ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من
یشاء فامنوا باللہ ورسلہ وان
تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم ۔

اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب
پر اطلاع دے لیکن اللہ اپنے رسولوں میں جسے چاہتا
ہے چن لیتا ہے تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان
لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ اور خدا سے ڈرو تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے

(پارہ ۴ سورہ آل عمران)

تفسیر مدارک میں اسکے تحت فرمایا

فیوحی الیہ ویخبرہ بان فی الغیب
کذا ۔ (مدارک علی ہامش الخازن ج ۱ ص ۳۲۹)

اللہ اپنے اس رسول کی طرف وحی فرماتا اور اسے
خبر دیتا ہے کہ غیب میں ایسا ہے ۔

تفسیر خازن میں اِن تؤمنوا کے تحت فرمایا

ان تصدقوا من اجتبیتہ
برسالتی واطلعتہ علی ماشاء
من غیبی ۔ (خازن شریف مصری ج ۱ ص ۳۲۹)

(اگر تم ایمان لاؤ یعنی) اگر تم تصدیق کرو اسکی جسکو میں نے
اپنی رسالت کیلئے چنا اور اپنے جس غیب پر چاہا اسے
اطلاع دی تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے)

تفسیر جمل میں ولکن اللہ یجتبی کے تحت فرمایا

فيطلعه على الغيب (اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے) تو اسے اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

(تفسیر جمل مصری ص ۴۳۴ ج ۱)

اور فرماتا ہے عٰلم الغيب والشهادة

آیت ۴۶۔

عٰلم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول۔

غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔ (پارہ ۲۹ سورہ جن)

امام طیبی فرماتے ہیں

اطلاع الله الانبياء على الغيب اقوى من من اطلاعه للاولياء

اللہ تعالیٰ کا انبیاء کو غیب کی اطلاع دینا اولیا کو مطلع فرمانے سے زیادہ قوی ہے

(تفسیر جمل مصری ص ۴۲۵ ج ۴)

اسی میں ہے

فلا يظهر الله تعالى على غيبه اظهارا تاما وكشفا جليا الا من ارتضى من رسول۔

اللہ تعالیٰ اپنے غیب کا اظہار تام و کشفِ تمام اپنے پسندیدہ رسول کے سوا کسی پر نہیں فرماتا۔ (جمل ص ۴۲۵ ج ۴)

تفسیر بغوی اور تفسیر خازن میں ہے

من يصطفيه لرسالته ونبوته فيظهر على ما يشاء من الغيب حتى يستدل على نبوته بما يخبر به من المغيبات فيكون ذالك معجزة له وآية دالة على نبوته۔

خدا جسے اپنی نبوت و رسالت کیلئے پسند فرماتا ہے اس پر جس غیب کو چاہتا ہے ظاہر فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ نبی جن غیبوں کی خبریں دیتا ہے انسے اسکی نبوت پر استدلال کیا جاتا ہے اور وہی اسکا معجزہ اور نبوت کی دلیل ہوتی ہے۔ (خازن شریف ص ۳۴۳ ج ۴)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ غیب کی دو قسمیں ہیں غیب[1] اضافی اور غیب[2] مطلق۔ کور مادرزاد کے سامنے عالم الوان غیب ہے فرشتوں کیلئے بھوک پیاس غیب ہے اور جنت و دوزخ ان کے لئے شہادت اس قسم کے غیب کو غیب اضافی کہتے ہیں۔

وآنچہ نسبت بہمہ مخلوقات غائب	اور وہ جو بہ لحاظ تمام مخلوقات غائب
است غیب مطلق است مثل آمدن	ہے غیب مطلق ہے جیسے قیامت کے
وقت قیامت واحکام کونیہ وشرعیہ	آنے کا وقت اور دنیوی وشرعی احکام
در ہر روز و در ہر شریعت ومثل حقائق	باری تعالیٰ ہر روز اور ہر شریعت میں
ذات وصفات او تعالیٰ علی سبیل	اور حقیقت ذات وصفات باری تعالیٰ
التفصیل وایں قسم را غیب خاص او	بروجہ تفصیل اور اس قسم کو اللہ تعالیٰ کا غیب
تعالیٰ می نامند فلا یظہر علی غیبہ	خاص کہتے ہیں تو اپنے غیب خاص پر کسی کو
احدا یعنی پس مطلع نمی کند بر غیب	مطلع نہیں فرماتا۔ مگر اسے کہ پسند فرمالے اور
خاص خود ہیچکس را الا ان قال) الا	وہ رسول ہوتا ہے خواہ فرشتوں
من ارتضیٰ من رسول یعنی کسیکہ	کی جنس سے جیسے کہ حضرت جبریل
پسند می کند وآنکس رسول می باشد خواہ	خواہ بشر کی جنس سے جیسے کہ
از جنس ملک باشد مثل حضرت جبرائیل و	حضور پاک یا موسیٰ و عیسیٰ
خواہ از جنس بشر حضرت محمد و موسیٰ و عیسیٰ	علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ
علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ او را اظہار	اس پر اپنے بعض غیوب خاصہ
بر بعضے از غیوب خاصہ خود می فرماید۔	بھی ظاہر فرماتا ہے۔

(تفسیر عزیزی پارہ تبارک الذی سورہ جن ص ۱۸۳)

یہاں صرف ان ہی چھ۶ آیات کریمہ پر اقتصار کیا جاتا ہے اور ارادہ ہے کہ آئندہ کسی فرصت میں علم غیب کی تمام آیات کا استقرا و ایک رسالہ کی صورت میں کیا جائے مولیٰ تعالیٰ توفیق خیر رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اب بطور تبرک چند احادیث کریمہ ذکر کریں کہ کتاب و سنت دونوں کی روشنی میں مسئلہ صاف ہو۔

بخاری و مسلم حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ وہ فرماتے ہیں

حدیث ۱:-

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذالک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔

حضور ہم میں کھڑے ہوئے جیسا کہ کھڑے ہونے کا حق ہے تو کوئی شے قیامت تک ہونے والی اپنے اس قیام میں ترک نہ فرمائی مگر اس کا بیان فرما دیا جس نے یا د رکھا یا د رکھا جو بھول گیا بھول گیا۔

(مشکوٰۃ شریف مطبوعہ نظامی دہلی کتاب الفتن ص ۳۹۲)

ترمذی شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

حدیث ۲:-

صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوما صلوٰۃ العصر بنھار ثم قام خطیبا فلم یدع شیئا یکون الی قیام الساعۃ الا اخبر نا بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ

حضور نے ایک دن ہمیں اول وقت عصر کی نماز پڑھائی پھر خطبہ فرمانے کھڑے ہوئے تو قیامت تک ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی مگر اسکی ہمیں خبر دیدی جس نے اسے یاد رکھا یاد رکھا جو بھول گیا سو بھول گیا

(ترمذی شریف مطبوعہ مجتبائی دہلی کتاب الفتن باب ما اخبر النبی ج ۲ ص ۴۲، مشکوٰۃ شریف باب الامر بالمعروف ص ۴۳۶)

امام ترمذی نے اس حدیث کے تحت فرمایا

هذا حديث حسن وفي الباب عن المغيرة بن شعبه وابي زيد وحذيفة وابي مريم ذكروا ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حدثهم بما هو كائن الى ان تقوم الساعة۔

یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں حضرت مغیرہ بن شعبہ وابو زید ابن اخطب و حذیفہ وابو مریم سے احادیث وارد ہیں ان سب صحابہ نے فرمایا کہ حضور نے ان سے قیامت تک ہونے والے واقعات بیان فرما دیئے (ترمذی شریف ج ۲ ص ۴۲)

مسلم شریف میں حضرت عمر ابن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

حدیث ۱۳

صلى بنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يوم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتى حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر حتى حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر حتى غربت الشمس فاخبرنا بما هو كائن الى يوم القيمة فاعلمنا احفظنا۔

(مشکوٰۃ شریف باب المعجزات ص ۵۴۳)

حضور نے ایک دن ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف لے گئے خطبہ فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا نزول فرمایا نماز پڑھی پھر منبر پر تشریف لے گئے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا نیچے تشریف لائے نماز پڑھی پھر منبر پر تشریف لے گئے حتی کہ آفتاب غروب ہو گیا تو اس خطبہ میں ہمیں قیامت ہونیوالی چیزوں کی خبر دیدی ہم میں زیادہ جاننے والا وہ ہے جس نے وہ باتیں زیادہ یاد رکھیں

بخاری شریف میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

حدیث ۱۴

قال قام فينا النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق

فرماتے ہیں حضور نے ہم میں ایک مقام پر قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے اہل جنت کے

حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذالک من حفظہ ونسیہ من نسیہ

جنت اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہو جانے تک کی ہمیں خبر دی جسنے اسے یاد رکھا یاد رکھا اور جو بھولا سو بھولا۔

(بخاری شریف مطبوعہ مصر جلد ۱ باب بدو الخلق ص ۱۲۹)

امام احمد و طبرانی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

حدیث ۱۵۔

لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما یحرک طائر بجناحیہ فی السماء الا ذکر نامنہ علما۔

حضور ہم سے اس حال میں جدا ہوئے کہ ہر پرندے کے آسمان میں پر ہلانے کا ہم سے بیان فرما دیا۔ (شفا شریف مع شرحین مصری ج ۲ ص ۱۵۲)

شرح السنۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ایک بھیڑیا یہودی چرواہے کی ایک بکری پکڑ کر لے گیا چرواہے نے اس کا تعاقب کیا بکری چھڑالی بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور بولا خدا نے مجھے رزق دیا تھا تو نے چھین لیا چرواہے نے کہا خدا کی قسم میں نے آج دیکھا کہ بھیڑیا کلام کرتا ہے۔

حدیث ۱۶۔

فقال الذئب اعجب من ھذا فی النخلات بین الحرتین یخبرکم بما مضی وما ھو کائن بعد کم قال فکان الرجل یھودیا فجاء الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بھیڑیا بولا اس سے زیادہ عجیب تر یہ ہے کہ ان دونوں سنگستانوں کے درمیان نخلستان میں ایک ذات گرامی ہے جو تمہیں گذرے ہوئے واقعات اور تمہارے بعد ہونے والے حالات کی خبر دیتی ہے ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ وہ یہودی تھا۔

فاخبره واسلم فصدقه النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور کی خدمت میں حاضر آیا اسلام لایا حضور نے اسکی تصدیق فرمائی۔ (مشکوٰۃ شریف باب المعجزات ص۵۴۲)

ترمذی شریف میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی

حدیث ۱۷۔

خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفی یدہ کتابان فقال اتدرون ماھذان الکتابان فقلنا لا یارسول اللہ الا ان تخبرنا فقال للذی فی یدہ الیمنیٰ ھذا کتاب من رب العالمین فیہ اسماء اھل الجنۃ واسماء اٰبائھم وقبائلھم ثم اجمل علیٰ اٰخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابدا ثم قال للذی فی شمائلہ ھٰذا کتاب من رب العٰلمین فیہ اسماء اھل النار واسماء اٰبائھم وقبائلھم ثم اجمل علیٰ اٰخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابدا۔

حضور ہمارے پاس تشریف لائے دست اقدس میں دو کتابیں تھیں فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا کتابیں ہیں ہم نے عرض کی نہیں یارسول اللہ جب تک ہمیں خبر نہ دیں حضور نے داہنے ہاتھ والی کتاب کے متعلق فرمایا یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے اس میں اہل جنت کے نام ان کے باپوں کے نام ان کے قبیلوں کے نام ہیں اور آخر میں میزان کل ہے اس میں کمی بیشی نہ ہوگی پھر بائیں ہاتھ کی کتاب کے لئے ارشاد فرمایا یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے اس میں اہل جہنم کے نام ان کی ولدیت ان کی قومیت درج ہے اور آخر میں میزان کل ہے نہ اس میں کبھی کچھ زیادہ ہو نہ کم

(ترمذی شریف ابواب القدر ص۳۶ ج۲ و مشکوٰۃ شریف باب الایمان بالقدر ص۱۲)

امام سدی فرماتے ہیں کہ عالم ماکان ومایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

حدیث ۱۸:-

عرضت علی امتی فی صورها
فی الطین کما عرضت علی اٰدم
واعلمت من یؤمن بی ومن
یکفر بی فبلغ ذالک المنافقین
فقالوا استهزاء زعم محمد انه
یعلم من یؤمن به ومن یکفر
ممن لم یخلق بعد ونحن معه
وما یعرفنا فبلغ ذالک رسول
الله صلی الله تعالی علیه وسلم
فقام علی المنبر فحمد الله واثنی
ثم قال ما بال اقوام طعنوا
فی علمی لا تسألونی عن شیٔ فیما
بینکم وبین الساعة الا نبأتکم به
فقام عبد الله بن حذافة السهمی
فقال من ابی یا رسول الله فقال
حذافة فقام عمر فقال یا رسول الله رضینا
بالله ربا وبالاسلام دینا وبالقراٰن اماما
وبک نبیا فاعف عنا عفا الله عنک فقال
النبی صلی الله تعالی علیه وسلم فهل انتم
منتهون فهل انتم منتهون ثم نزل عن المنبر

مجھ پر میری امت کی صورتیں آب و گل میں پیش
کی گئیں جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی
تھیں اور میں نے جان لیا کہ کون مجھ پر ایمان لائیگا
اور کون نہ لائے گا منافقین کو جب یہ خبر پہنچی
تمسخر سے ہنس کر کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
ان لوگوں کے متعلق جو بعد میں پیدا ہونگے یہ گمان
کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کون ان پر ایمان لائیگا
اور کون کفر کرے گا حالانکہ ہم ان کے ساتھ ساتھ
ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے۔ حضور تک یہ خبر پہنچی منبر پر
تشریف لے گئے خدا کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا ان
قوموں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعنہ زنی کرتے
ہیں۔ تم اپنے اور قیامت کے درمیان کسی چیز کا
سوال نہ کرو گے مگر میں تمہیں اسکی خبر دونگا۔ عبد اللہ
ابن حذافہ سہمی نے کھڑے ہوکر کہا میرا باپ کون تھا۔
فرمایا حذافہ یعنی تو حلالی ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہم اللہ کے
رب، اسلام کے دین، قرآن کے امام اور حضور کے نبی
ہونے پر راضی ہیں آپ ہمیں معاف فرمائیے اللہ آپکو معاف
فرمائے گا۔ تو آپکو ملول ہی نہیں۔ حضور نے فرمایا کیا تم
باز نہ آؤ گے کیا تم باز نہ آؤ گے پھر منبر سے نزول فرمایا۔

(تفسیر خازن شریف مصری تحت آیہ … ص ۳۲۳ ج ۱)

بخاری شریف کی حدیث میں سلونی عما شئتم ہے (بخاری ج ۱ صہ ۳۲ کتاب العلم)

یعنی جو چاہو مجھ سے سوال کرو۔

دارمی نے مرسلا اور شرح السنۃ میں حضرت عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ مخبر غیب علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں۔

حدیث ۹:۔

رأیت ربی عز وجل فی احسن	میں نے اپنے رب کو نہایت اچھی صفات میں دیکھا
صورۃ فقال فیم یختصم الملأ	فرمایا کس چیز میں ملاء اعلی (ملائکہ مقربین) بحث کرتے
الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع	ہیں میں نے عرض کی تو بہتر جانتا ہے۔ رب العزت
کفہ بین کتفی فوجدت بردھا	نے اپنا دست قدرت میری پیٹھ پر رکھا جس کی ٹھنڈک
بین ثدیی فعلمت ما فی السموات	میں نے اپنے سینے میں پائی تو میں نے جان لیا جو کچھ
والارض (مشکوۃ شریف باب المساجد صہ ۵۶)	آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

امام احمد و ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت سے یہ الفاظ نقل فرمائے۔

حدیث ۱۰:۔

فتجلی لی لکل شئی وعرفت	میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے
(مشکوۃ شریف باب المساجد صہ ۵۶)	پہچان لی۔

امام ترمذی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔

ھذا حدیث حسن صحیح وسألت	یہ حدیث حسن صحیح ہے اور میں نے امام
محمد بن اسمعیل عن ھذا الحدیث	بخاری سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا
فقال ھذا حدیث صحیح	انہوں نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

(مشکوۃ صہ ۵۶)

بخاری شریف میں حضرت اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کہ حضور نے بعد "نماز کسوف" فرمایا۔

حدیث ۱۱:۔

ما من شئی کنت لم اره الا قد رأیت فی مقامی ھذا حتی الجنۃ والنار۔

جس چیز کو میں نے نہ دیکھا تھا آج اپنے اس قیام میں دیکھ لیا حتیٰ کہ جنت و دوزخ کو بھی۔ (بخاری شریف باب صلوۃ الکسوف ج ۱ ص ۱۴۶)

نیز بخاری شریف میں حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ مالک کوثر علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں۔

حدیث ۱۲:۔

وانی واللہ لانظر الی حوضی الآن۔ (بخاری شریف باب علامۃ النبوۃ ج ۲ ص ۲۴۰)

بیشک میں خدا کی قسم اپنے حوض کو اس وقت میں دیکھ رہا ہوں۔

مسلم شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور مطلع علی الغیوب ارشاد فرماتے ہیں۔

حدیث ۱۳:۔

ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا۔ (مشکوۃ شریف باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۲)

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اسکی مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا

طبرانی شریف میں ہے کہ شاہد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

حدیث ۱۴:۔

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر

بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے لئے دنیا

الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی	اٹھائی تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک
یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی	ہونے والا ہے اسے اس طرح دیکھتا ہوں
ھذہ ۔(نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض مصری ج ۲ ص ۲۰۸)	جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو ۔

خیال تھا کہ احادیث کریمہ کے بعد علمائے کرام و اولیائے عظام کا مسلک مقدس بھی اس مسئلہ سے متعلق بیان کیا جائے لیکن مضمون کی طوالت اور سائل محترم کی عجلت حاجب ہے ۔ بلکہ اگر تتبع کیا جاتا تو اس سے کئی گنا زیادہ احادیث کریمہ ضبط تحریر میں آتیں لہذا یہ جواب یہیں ختم کیا جاتا ہے مزید اطلاع کے لئے اعلحضرت عظیم البرکۃ مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین راس الفقہائے والمحدثین حضور سیدنا احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کے رسائل مبارکہ الدولۃ المکیۃ[۱] و خالص الاعتقاد[۲] وانباء المصطفی[۳] مطالعہ فرمائیں اور اوہام منکرین کا رد بالغ الکلمۃ العلیا میں دیکھیں ۔

واللہ تعالی اعلم

مسئلہ نمبر ۲

اذان قبر

(۲) بلاشبہ اذان قبر جائز و مندوب ہے حتیٰ کہ علمائے شافعیہ نے اسے سنت کہا حضرت علامہ خیر الدین رملی حنفی استاذ صاحب درمختار نے حاشیہ بحر الرائق پھر علامہ ابن عابدین حنفی نے انکا کلام نقل فرمایا۔ فرماتے ہیں۔

رایت فی کتب الشافعیۃ انہ قد یسن الاذان لغیر الصلوٰۃ کما فی اذان المولود والمھموم والمصروع والغضبان ومن ساء خلقہ من انسان او بھیمۃ و عند مزدحم الجیش وعند الحریق قیل وعند انزال المیت القبر قیاسا علی اول خروجہ للدنیا لکن ردہ ابن حجر فی شرح العباب وعند تغول الغیلان ای عند تمرد الجن (الی ان قال) وزاد ابن حجر فی التحفۃ الاذان والاقامۃ خلف المسافر قال المدنی اقول زاد فی شرعۃ الاسلام لمن ضل الطریق فی ارض قفر ای خالیۃ من الناس

میں نے کتب شافعیہ میں دیکھا کہ اذان غیر نماز میں بھی سنت ہے مثلاً بچہ کے کان میں۔ غمگین۔ مرگی والے۔ غضبناک۔ بدخلق انسان اور جانور کے کان میں۔ لشکروں کے مقابلے اور جلنے والے کے سامنے۔ کہا گیا ہے کہ میت کو قبر میں اتارنے وقت پیدائش کے وقت پر قیاس کرتے ہوئے لیکن ابن حجر نے شرح عباب میں اس کی تردید کی۔ اور جن کی سرکشی کے وقت اور ابن حجر نے اذان و اقامت مسافر کے پیچھے کہنا تحفہ میں زیادہ کیا اور مدنی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں شرعۃ الاسلام میں اس شخص کیلئے جو جنگل میں راہ بھول گیا اور وہاں کوئی آدمی نہیں اذان کہنا بڑھایا ہے۔

(شامی مصری باب الاذان ج ۱ ص ۲۵۷، ۲۵۸)

عبارت ہذا سے معلوم ہوا کہ صرف علامہ ابن حجر مکی نے اسکی مخالفت کی لیکن وہ بھی بچند وجوہ حجت نہیں۔

وجہ اوّل :۔ وہ شافعی المذہب ہیں حنفی کیلئے ان کا قول وہ بھی مسئلہ فرعی میں وہ بھی اپنے علماء کی تصریحات کے خلاف وہ بھی بلا دلیل۔ حجت نہیں۔ شامی میں ہے۔

ان التارك لمذهبه عمداً لا	اپنے مذہب کو عمداً ترک کرنے والا اپنی خواہشات
يفعله الا لهوى باطل لا لقصد	باطلہ کی بنا پر ایسا کرتا ہے کسی بہتر قصد
الجميل۔ (شامی باب فی الجبس ج ۴ ص ۲۶۲)	کی بنا پر نہیں۔

وجہ دوم :۔ ان کا قول جمہور علماء حتیٰ کہ خود ائمہ شافعیہ کے خلاف ہے تو حنفی کیلئے کیونکر باعث حجت ہو کیونکہ قول صحیح قول جمہور ہے تفسیر خازن شریف میں۔

(تحت قولہ تعالیٰ انما الصدقت للفقراء الآیۃ "سورہ توبہ" فرمایا۔

هو الصحيح لاجماع الجمهور عليه	وہی قول صحیح ہے کہ اسی پر جمہور کا اجماع ہے

(تفسیر خازن شریف مصری ج ۲ ص ۲۵۴)

وجہ سوم :۔ ان کا انکار انکار سنیت ہے "کہ یہ سنت نہیں" اور انکار سنیت عدم جواز کو مستلزم نہیں۔ صغیری شرح منیہ میں ہے۔

وقال بعضهم هو اى مسح الرقبة ادب	بعض علماء نے کہا کہ گردن کا مسح سنت نہیں
ليس بسنة وقال فى فتاوى قاضى خان	مستحب ہے اور فتاوی قاضی خان میں ہے کہ
ليس بادب ولا سنة وقال بعضهم هو	نہ سنت ہے نہ مستحب اور بعض نے فرمایا
سنة وعند اختلاف الاقاويل يكون	سنت ہے اور جب اقوال مختلف ہوں تو کرنا
فعله اولى من تركه واقتصر فى الكافى	نہ کرنے سے بہتر اور کافی میں اس پر اختصار
على انه مستحب وهو الاصح۔	کیا کہ مستحب ہے اور یہی صحیح ہے۔

(صغیری مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۰)

گردن کے مسح کی سنیت کا بھی بعض علماء نے انکار کیا بلکہ بعض علماء قائل استحباب بھی نہ تھے پھر بھی وہ مستحب رہا اور کرنا نہ کرنے سے اولیٰ ٹھہرا بخلاف اذان قبر کے کہ اس کی سنیت کا صرف ایک عالم شافعی سے انکار منقول لیکن انکار استحباب نہ کسی سے منقول نہ اس کی کوئی وجہ معقول۔

وجہ چہارم:۔ میت کیلئے اس میں فوائد کثیرہ ہیں اور میت کو فائدہ پہنچانا خود شریعت کو مطلوب لہذا مشروعیت نماز جنازہ کا یہ بھی ایک سبب اہم تھا۔ بیان فوائد سے قبل دو احادیث کریمہ بطور مقدمہ ذکر کریں کہ فہم مسئلہ میں ممد و معاون ہوں

مقدمۂ اولیٰ:۔ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ مغیث الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما المیت فی القبر الا کالغریق	مردہ قبر میں ڈوبنے والے فریادی کی
المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ	مثل ہے جو اپنے متعلقین کی دعا کا انتظار کرتا ہے

(مشکوٰۃ شریف مطبوعہ نظامی دہلی باب الاستغفار ص ۱۸۲)

مقدمۂ ثانیہ:۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ داعی الی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا یزال المیت تسمع الاذان مالم	میت ہمیشہ اذان سنتی ہے جبتک کہ
یطین قبرہ (عینی شرح ہدایہ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ج ۲ ص ۱۱۳ باب الجنائز)	اسکی قبر کو لیپ کر پختہ نہ کر دیا جائے۔

ان مقدمات کے پیش نظر فوائد ملاحظہ ہوں

فائدہ ۱:۔ میت پر اس وقت سخت گھبراہٹ کا عالم ہوتا ہے اور گھبراہٹ دور کرنے کیلئے ذکر الٰہی سے زیادہ موثر کوئی چیز نہیں۔ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبھم	وہ جو ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے چین
بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب	پاتے ہیں سن لو اللہ کا ذکر ہی دلوں کا چین ہے

(پارہ ۱۳ سورہ رعد)

فائدہ ۲:۔ میت سخت پریشان اور غمگین ہوتی ہے اور ابھی عبارت شامی میں گزرا کہ غمگین کے پاس اذان کہنا سنت ہے مسند الفردوس میں مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی۔

رانی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	حضور نے مجھے غمگین ملاحظہ فرمایا' فرمایا اے
حزینا فقال یا ابن ابی طالب انی	ابوطالب کے فرزند میں تمہیں غمگین دیکھتا ہوں
اراک حزینا فمر بعض اھلک	اپنے کسی گھر والے سے کہہ دے کہ تیرے کان میں اذان
یؤذن فی اذانک فانہ درء الھم	کہے بیشک اذان غم دور کرنے والی ہے۔

(ایذان الاجر فی اذان القبر ص۱۴)

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

قال الملا علی فی شرح المشکوٰۃ	حضرت علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ نے (مرقاۃ)
قالوا یسن للمھموم ان یامر غیرہ	شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ علماء فرماتے ہیں غمگین آدمی
ان یؤذن فی اذنہ فانہ یزیل	کو مسنون ہے کہ کسی کو حکم دے کہ اسکے کان میں اذان
الھم کذا عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کہے بیشک اذان غم کو دور کرتی ہے جیسا کہ حضرت علی
ونقل الاحادیث الواردۃ فی	کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے اور علامہ علی قاری نے
ذالک۔ (شامی ج۱ ص۳۵)	اس باب میں جو احادیث مروی ہیں نقل فرمائیں۔

فائدہ ۳:۔ میت کیلئے قبر نیا مکان ہے اور وہاں کوئی ساتھی بھی نہیں کہ دل بہلے لہٰذا مناسب کہ میت کا دل بہلنے کے اسباب مہیا کئے جائیں حضرت

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت وفات اپنے صاحبزادے کو وصیت فرمائی جسے مسلم نے نقل کیا۔

فاذا دفنتمونی فشنوا علی التراب
شنا ثم اقیموا حول قبری قدر
ما ینحر جزور ویقسم لحمہا حتی
استانس بکم واعلم ماذا اراجع
بہ رسل ربی۔ (مشکوٰۃ شریف باب الدفن المیت ص ۱۴۳)

جب تم مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر آہستہ آہستہ مٹی
ڈالو پھر میری قبر کے گرد کھڑے ہو جاؤ اتنی دیر تک
کہ اونٹ کو ذبح کر کے اسکا گوشت تقسیم کر دیا جائے
تاکہ میں تم سے انس حاصل کروں اور جانوں کہ اپنے
رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں

اللہ اللہ صحابہ تو یہ تمنا فرمائیں اور موتی اسکی آرزو رکھیں کہ اونٹ ذبح کر کے تقسیم کردینے کے بقدر ان کی قبر پر ٹھہرے رہیں اور آج کے زندوں کا یہ عالم کہ وہ میت کیلئے پانچ منٹ قربان نہ کر سکیں اور طرح طرح کے بہانے تراشیں کہ اذان بدعت ہے مکروہ ہے حادث ہے بس مردے کو قبر میں ڈالو اور فوراً چلے آؤ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب صرف ٹھہرنے سے میت کو انس ہوتا ہے تو ذکر الٰہی سے کسقدر انس ہوگا حضرت فخر الدین محب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

نہادن گل و ریاحین بر قبور حسن است
زیرا چہ وے مادامے کہ تر است تسبیح
میکند و میت را از تسبیح وے انس است
کذا فی کنز العباد۔

قبروں پر پھول ڈالنا بہت بہتر ہے کیونکہ
جبتک کہ وہ تر ہیں تسبیح کرتے ہیں اور میت
کو ان کی تسبیح سے انس ہوتا ہے کنز العباد میں
ایسا ہی ہے (الجزا الوحین شرح حصن حصین مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ص ۲۶۴)

اذان اذکار الٰہیہ میں سے وہ ذکر ہے جس سے غم دور ہونا وحشت مٹانا احادیث سے ثابت ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

چون فرود آمد آدم علیہ السلام در ارض

جب آدم علیہ السلام سرزمین ہند میں

ہند متوحش شد بس فرود آمد جبریل و ندا کرد باذان۔

اترے متوحش ہوئے جبریل امین زمین پر آئے اور اذان کہی۔ (مدارج النبوۃ مطبوعہ نولکشور کانپور باب ۳ صـ ۸۲ ج ۱

(خصائص کبریٰ مطبوعہ حیدر آباد دکن مصنفہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صـ ۲ پر بھی ایسا ہی ہے۔)

فائدہ ۱۴:- میت کی دو ہی صورتیں ہیں یا جنتی یا معاذ اللہ جہنمی۔ ترمذی و طبرانی میں روایت کہ دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار۔

قبر جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا (مقاصد حسنہ صـ ۱۴)

اگر پہلی حالت ہے تو اذان وجہ سکون روح جیسا کہ فائدہ اولیٰ میں گزرا اور اگر دوسری حالت ہے تو اذان مشتمل بر سنت کہ فرد اذان یعنی تکبیر ثابت بہ سنت طبرانی نے دعا میں بیہقی نے دعوات نیز طبرانی نے دعا اوسط میں حضور نور مجسم کے ارشادات کریمہ نقل فرمائے۔

(۱) اذا رأيتم الحريق فكبروا فانه يطفيه۔

(۱) جب جلتے کو دیکھو تکبیر کہو وہ اسے ٹھنڈا کر دے گی

(۲) استعينوا على اطفاء الحريق بالتكبير

(۲) تکبیر سے جلتے کو بجھانے میں مدد لو

(۳) اطفئوا الحريق بالتكبير۔

(۳) جلتے کو تکبیر سے ٹھنڈا کرو۔ (مقاصد حسنہ صـ ۱۵)

فائدہ ۱۵:- امام احمد و ابو داؤد نے حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ياتيه الملكان فيجلسانه فيقولان من ربك الخ (مشکوۃ شریف باب عذاب القبر صـ ۲۵)

قبر میں دو فرشتے آتے ہیں مردے کو بٹھاتے ہیں پھر پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے الخ

امام ترمذی نوادرالاصول میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ناقل کہ فرماتے ہیں۔

ان المیت اذا سئل من ربک	جب میت سے سوال ہوتا ہے کہ "تیرا رب کون ہے"
تراءی له الشیطان فیشیر الی	شیطان اسے نظر آتا ہے اور اپنی طرف اشارہ
نفسه انا ربک (ایذان الاجر ص۳)	کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں (العیاذ باللہ رب العالمین)

اس نازک وقت میں میت کو اثر شیطان سے بچانے کی ضرورت ہے اور اذان ابلیس کو بھگانے میں سریع الاثر۔ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ فرماتے ہیں میں نے داعی الی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔

ان الشیطان اذا سمع النداء	شیطان جب اذان سنتا ہے روحا تک
بالصلوٰۃ ذهب حتی یکون مکان	بھاگ جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں
الروحا قال الراوی والروحا من	روحا مدینے سے چھتیس ۳۶ میل ہے
المدینة علی ستة وثلثین میلا	(مشکوۃ شریف باب فضل الاذان ص۶۵)

وجہ پنجم:۔ احادیث کریمہ سے اذان قبر کی اصل ثابت ہے اور جس کی اصل احادیث سے ثابت ہو اس سے انکار ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت دین وکثرت مشاغل دینیہ اظہر من الشمس۔ اگر یہ ایک مسئلہ فروعی اس عالیجناب کی وسعت نظر سے رہ گیا تو ان کی رفعت شان میں سرمو فرق نہ آیا۔ ہاں اب ان احادیث کے پیش نظر انکار جسارت بے جا ہے۔

اصل اوّل:۔ امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

خرجنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ	حضرت سعد بن معاذ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی جب
تعالیٰ علیہ وسلم الی سعد بن	وفات ہوئی ہم حضور کے ہمراہ ان کے جنازے
معاذ حین توفی فلما صلی رسول	میں گئے جب حضور نے ان کی نماز جنازہ پڑھ
اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ووضع	لی اور انہیں قبر میں رکھدیا گیا مٹی برابر کردی
فی قبرہ وسوی علیہ سبح	گئی حضور سبحان اللّٰہ سبحان اللّٰہ فرماتے رہے
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ	ہم نے بھی دیر تک سبحان اللّٰہ سبحان کہا پھر حضور
وسلم فسبحنا طویلا ثم کبر فکبرنا	نے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر کہا ہم نے بھی اللّٰہ اکبر اکبر کہا۔
فقیل یا رسول اللّٰہ لم سبحت	پھر عرض کیا گیا یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم
ثم کبرت قال لقد تضایق علی	حضور نے تسبیح پھر تکبیر کیوں کہی فرمایا اس بندہ صالح
ھذا العبد الصالح قبرہ حتی	پر اسکی قبر تنگ ہوگئی تھی یہاں تک کہ اللّٰہ عزوجل
فرجہ اللّٰہ عنہ ۔	نے اسکی قبر کشادہ فرمادی۔ (مشکوٰۃ شریف باب عذاب القبر ص۲۶)

اس حدیث پاک میں حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور صحابہ کرام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم سے بعد دفن اللّٰہ اکبر کہنا ثابت اور اذان میں یہ کلمہ چھ بار ہے۔ مؤذن نے اذان کہی سامعین نے جواب دیا تو گویا سنّت پر عمل ہوگیا۔

اصل دوم :۔ مسلم شریف میں حضرت ابوسعید و ابوہریرہ نسائی شریف میں حضرت ابوسعید و حضرت عائشہ ابوداؤد میں حضرت ابوسعید خدری رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مروی کہ فرماتے ہیں حریص علیکم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللّٰہ	اپنے مُردوں کو لا الٰہ الا اللّٰہ سکھاؤ

(مشکوٰۃ ص۱۴۶ ونسائی مطبوعہ رحیمیہ ج۱ ص۲۵۹ ابوداؤد مصری ج۲ ص۵۷)

حدیث اپنے معنی مجازی و معنی حقیقی دونوں کو شامل معنی مجازی

یہ کہ نزع کے وقت مرنے والے کو کلمہ سکھاؤ یعنی اس کے پاس کلمہ پڑھو کہ اسے یاد آجائے چنانچہ صاحب مشکوٰۃ نے باب کا نام "ما یقال عند حضرۃ الموت" موت کے وقت کیا کہا جائے رکھا۔ مرنے والا عالم نزع میں ہے ابھی مردہ نہیں لیکن مجازاً اسے مردہ کہا گیا۔ اور حقیقی معنی یہ کہ مرنے کے بعد اسے کلمہ تلقین کیا جائے چنانچہ نسائی و ابوداؤد نے باب کا نام "باب تلقین المیت" "میت کو کلمہ تلقین کرنے کا باب" رکھا۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اما عند اهل السنة فالحديث اى لقنوا موتاكم لا اله الا الله محمول على حقيقته لان الله تعالى يحييه على ماجاءت به الاثار۔	اہل سنت کے نزدیک حدیث لقنوا موتاکم الخ اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ مردے کو زندہ فرماتا ہے اس پر آثار احادیث آئی ہیں۔ (شامی مصری باب صلوٰۃ الجنائز ج ۱ ص ۷۹۲)

پھر فرمایا

وقد اطال فى الفتح فى تائيد حمل موتاكم فى الحديث على حقيقته مع التوفيق بين الادلة۔ (شامی ج ۱ ص ۷۹۲)	فتح القدیر میں حدیث "لقنوا موتاکم" اسکے حقیقی معنوں پر محمول کرنے کی تائید میں دلائل کے درمیان مطابقت دیتے ہوئے طویل کلام کیا

معلوم ہوا کہ حدیث میں معنی حقیقی بھی "یعنی مرنے کے بعد مردے کو لا الہ الا اللہ سکھاؤ" مراد ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ اس سے مراد پورا کلمہ طیبہ یعنی اقرار توحید و اقرار رسالت ہے کیونکہ بغیر اقرار رسالت اقرار توحید بے کار ہے علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

فلو قال لا اله الا الله لا يحكم	اگر لا الہ الا اللہ کہا تو اس کے اسلام کا حکم

باسلامہ لانہ منکر الرسالۃ	نہ دیا جائے گا کہ وہ منکر رسالت ہے اور
(الی ان قال) ولو قال اشھد ان	اگر اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو اس کے اسلام
محمد رسول اللہ یحکم باسلامہ	کا حکم لگایا جائے گا۔ (شامی باب المرتد ص ۳۹۶ ج ۳)

اسی لئے حدیث براء ابن عازب میں نکیرین کے تین سوال منقول ہیں

فیقولان من ربک فیقول	نکیرین کہتے ہیں تیرا رب کون ہے بندہ کہتا
ربی اللہ فیقولان ما دینک	ہے میرا رب اللہ ہے نکیرین کہتے ہیں تیرا دین
فیقول دینی الاسلام فیقولان	کیا ہے بندہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے نکیرین
ما ھذا الرجل الذی بعث فیکم	کہتے ہیں اس ذات گرامی کیلئے کیا کہتا ہے جو تم
فیقول ھو رسول اللہ صلی اللہ	میں مبعوث فرمائے گئے بندہ کہتا ہے یہ رسول
تعالیٰ علیہ وسلم (مشکوٰۃ شریف ص ۲۵)	اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

یعنی نہ ربوبیت کے جواب پر فیصلہ ہوا نہ دینیت کے جواب پر بلکہ فیصلہ ہوا تو رسالت کے جواب پر الحمد للہ علیٰ ذالک۔ رہا یہ امر کہ حضور نے خود پورے کلمہ کی تلقین کا امر کیوں نہ فرمایا تو حقیقت یہ ہے کہ یہ براہ اختصار ہے جیسے کہتے ہیں قل ہو اللہ تین بار پڑھو تو مراد یہ نہیں کہ قل ہو اللہ قل ہو اللہ قل ہو اللہ کہو بلکہ پوری سورۂ قل ہو اللہ تین بار پڑھنی مراد ہے اسی طرح یہ کلمہ شریف کا اختصار تھا لا الہ پر تو اختصار ہو نہیں سکتا کہ وہ نفی مطلق ہے لاجرم نصف کلمہ پر اختصار فرمایا گیا لہذا واضح کہ میت کو پورے کلمہ شریف کی تلقین کرنی چاہئے۔

اذان میں دو بار اشہد ان لا الہ الا اللہ اور دو ہی مرتبہ اشہد ان محمد رسول اللہ اور ایک دفعہ لا الہ الا اللہ ہے لہذا اذان کہنا مطابق حکم حدیث ہوا۔

اصل سوم: حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرماتے ہیں۔

در حدیث شریف در احوال قبر وارد	حدیث شریف میں احوال قبر میں وارد
است کہ مرد مسلمان در انجا میگوید	ہے کہ مرد مسلمان وہاں کہتا ہے کہ مجھے
دعونی اصلی۔	چھوڑ دو میں نماز پڑھوں گا۔

(تفسیر عزیزی پارہ عم سورہ انشقت مطبوعہ مجتبائی دہلی ص۱۱۳)

اذان میں دو بار حی علی الصلاۃ اور دو بار حی علی الفلاح ہے جو اسے نماز کی یاد دلائے اور ما دینک کا جواب بھی سکھائے کہ میرا دین وہ ہے جس کا ستون نماز ہے۔ الحمد للہ کہ اس باب کی احادیث سے اصل اذان بھی ثابت اور فائدہ میت بھی۔ یونہی فائدۂ میت والی احادیث سے اصل اذان کا ثبوت مگر ہم نے تکرار شمار نہ کی۔ مزید تفصیل کیلئے حضور سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کا رسالہ مبارکہ "ایذان الاجر فی اذان القبر" ملاحظہ فرمائیں

واللہ تعالی اعلم

مسئلہ نمبر ۲

فرض کے بعد دعا

بعد نماز فرض دعا کرنا حضور کی سنت کریمہ ہے۔ نسائی شریف میں حضرت صدیقہ وحضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اللھم انت السلام الخ

بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے اللھم انت السلام الخ پڑھتے۔

(نسائی شریف باب الذکر بعد الاستغفار ج ۱ ص ۱۹۶)

جب حضور دعا فرماتے تو کیونکر متصور کہ صحابہ یونہی خاموش رہتے اور جب صحابہ بھی دعا کرتے تو اجتماعی حیثیت سے دعا ہو گئی۔ خدام حدیث پر مخفی نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سوائے خصوصیات سرکار ہر سنت پر عامل تھے جو کچھ سرکار سے ادا ہوتا خود بھی بشوق ادا کرتے چنانچہ امام احمد نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

سبح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فسبحنا طویلا ثم کبر فکبرنا۔ (مشکوٰۃ شریف باب عذاب القبر ص ۲۵)

حضور نے سبحان اللہ سبحان اللہ فرمایا ہم سب نے بھی دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ کہا پھر حضور نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا ہم سب نے بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا۔

البتہ باآواز بلند مقتدیوں کو دعا کرنے کی اجازت نہیں کہ اس سے دعائے امام میں خلجان واقع ہوگا بخاری ومسلم نے حضرت صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

كان اعراب من تميم اذا اسلم	بادیہ نشینان بنی تمیم جب حضور صلی اللہ
رسول الله صلی الله تعالیٰ	تعالیٰ علیہ وسلم سلام پھیرتے بآواز بلند
عليه وسلم قالوا اللهم ارزقنا	کہتے اے اللہ ہمیں مال اولاد دے تو اللہ
مالا وولدا يجهرون بذالك	عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی کہ
فانزل الله عزوجل ولا تجهر	اپنی نمازوں میں جہر نہ کرو یعنی اپنی
بصلوتك اى لا ترفع صوتك	آواز قرات اور دعا میں نہ زیادہ
لقرأتك ودعائك ولا تخافت	بلند کرو نہ بالکل ہی
بها۔ (تفسیر خازن شریف مصری ج۳ ص۱۹۶ سورہ بنی اسرائیل)	مخفی

اس آیۂ مقدسہ میں دعائے بعد جماعت سے روکا نہ گیا بلکہ طریقۂ دعا بتایا گیا اور ساتھ ہی آداب دربار رسالت کی تعلیم دی گئی کہ سرکار سے اپنی آواز بلند نہ کرو لہذا نور الایضاح میں فرمایا۔

ثم يدعون لانفسهم	ختم نماز فرض کے بعد سارے مسلمان
وللمسلمين۔	اپنے اور سب مسلمانوں کیلئے دعا کریں

(نور الایضاح مع مراقی الفلاح مصری علی ہامش الطحطاوی ص۱۸۹)

یہ ضروری نہیں کہ الفاظ دعائیہ کہتے وقت مقتدی بھی وہی الفاظ کہیں بلکہ اگر صرف آمین آمین کہتے رہیں کافی ہے۔ علامہ نسفی حنفی علیہ الرحمۃ "زیر آیۂ کریمہ قد اجيبت دعوتكما" (پارہ ۱۱ سورہ یونس) "اے موسیٰ و ہارون علیہما السلام تم دونوں کی دعا قبول ہوئی" رقمطراز ہیں۔

كان موسى عليه السلام يدعو	موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے تھے اور ہارون
وهارون يؤمن فثبت ان التامين	علیہ السلام آمین کہتے۔ تو ثابت ہوا کہ آمین دعا
دعاء۔ (تفسیر مدارک علی ہامش الخازن مصری ج۳ ص۲۲)	ہے اسی لئے رب نے فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی)

اس دعا کے متعلق سوال باعث تعجب ہے کہ یہ تو ہمیشہ سے مسلمانوں میں معمول و شائع ہے اور آجتک باوجود کثرت فرقہائے باطلہ اس کا انکار کسی سے مسموع نہیں۔ ہاں دعائے اخیرہ بعد نوافل کے بعض تکاسل پسند افراد منکر ہوئے حالانکہ اس کے بھی مندوب و مستحب ہونے کی علمائے کرام نے تصریح فرمائی اور اس حدیث سے استنباط فرمایا جسے ابن ماجہ نے بروایت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی کہ حضور نے ایک نابینا کو تلقین فرمائی کہ پہلے اچھا وضو کرے پھر دو رکعت نماز (نفل) پڑھے پھر یوں دعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ	اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ
اِلَیْکَ بِنَبِیِّ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا	ہوتا ہوں اپنے نبی پاک محمد نبی الرحمہ کے وسیلے سے
مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ اَنْ یَّکْشِفَ	یا رسول اللہ میں آپکی طرف ملتفت ہوتا ہوں کہ میری آنکھیں کھول دی جائیں
لِیْ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ	اے اللہ تو حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

(کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ صـ١١٨ حصن حصین مع شرحین مطبوعہ نو لکشور لکھنؤ صـ١٢٢ اشفاء شریف مع شرحین مطبوعہ مصر ج ٣ ص ١٠٦)

(دعا میں یا محمد کی جگہ یا رسول اللہ کہیں کہ یا محمد کہنا بے ادبی ہے)

اس حدیث پاک میں حضور نے نماز نفل کے بعد دعا کی تلقین فرمائی لہذا حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کے تحت فرمایا۔

ولیستحب ان یصلی قبل الدعاء	مستحب ہے کہ حصول تقرب الی اللہ کیلئے
تقربا الی اللہ۔ (نسیم الریاض مصری ج ٣ ص ١٠٦)	دعا سے قبل نماز پڑھے۔

اسی میں ہے

ومنہ علم استحباب الدعاء	اس حدیث سے نماز کے بعد دعا
عقب الصلوٰۃ۔ (نسیم الریاض ج ٣ ص ١٠٦)	کا مستحب ہونا جانا گیا۔

اور وقت دعا درود شریف پڑھنا اجابت دعا کا ذریعہ ہے ترمذی
شریف میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ۔

ان الدعاء موقوف بین السماء	بیشک دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق
والارض لا یصعد منہا شئی	ہے اور اس کا کوئی حصہ اوپر نہیں جا سکتا جب
حتی تصلی علی نبیک ۔	تو اپنے نبی پاک پر درود شریف نہ پڑھے ۔

(مشکوٰۃ شریف باب الصلاۃ علی النبی ص۸۶)

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴

لاؤڈ اسپیکر پر نماز

لاؤڈ اسپیکر پر نماز ناجائز ہے فرض ہوں خواہ تراویح اسی پر علمائے اہل سنت کثرہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے جس پر متعدد دلائل شرعیہ قائم۔

دلیل اوّل :- مولا عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

وما کان صلوتھم عند البیت	کعبہ کے پاس انکی (کفار کی) نماز نہیں
الا مکاء وتصدیۃ	مگر سیٹی اور تالی۔ (پارہ ۹ سورہ انفال)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

کانت قریش یطوفون بالبیت	قریش بیت اللہ کا طواف ننگے کرتے اور
وھم عراۃ یصفرون ویصفقون	سیٹیاں اور تالیاں بجاتے۔ (تفسیر خازن شریف مصری ج ۲ ص ۱۹۴)

حضرت مقاتل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت یوں ہے

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں
اذا دخل المسجد قام رجلان عن	داخل ہوتے دو شخص داہنی طرف کھڑے
یمینہ یصفران ورجلان عن	ہو کر سیٹیاں بجاتے اور دو بائیں جانب
یسارہ یصفقان (خازن شریف ج ۲ ص ۱۹۴)	تالیاں پیٹتے۔

ظاہر ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے سیٹیاں نکلتی ہیں خصوصاً حالت وقفہ میں جو مخل عبادات ہیں تو یہ کفار سے مشابہت سی ہوئی اور مشابہت کفار حرام۔ امام احمد ابوداؤد حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سے راوی کہ حضور بے مثیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من تشبہ بقوم فھو منھم۔	جس نے جس قوم کی شابہت کی وہ اسی قوم
(مشکوٰۃ شریف کتاب اللباس ص۳۷۵)	میں سے ہے۔

دلیل دوم:۔ مالک وقدوس جل وعلا ارشاد فرماتا ہے۔

ولا تجھر بصلوتک ولا	اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو
تخافت بھا۔ (پارہ ۱۵ سورہ اسریٰ)	نہ بالکل آہستہ۔

امام نسفی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرأت میں
علیہ وسلم یرفع صوتہ	اپنی آواز بلند فرماتے تھے جب مشرکین سنتے
فاذا سمعھا المشرکون لغوا	لغو باتیں کرتے اور گالیاں دیتے تو حکم فرمایا
وسبوا فامر بان یخفض من	گیا آپ اپنی آواز قدرے پست
صوتہ (تفسیر مدارک شریف علی ہامش الخازن ج ۳ ص ۱۹۶)	فرمائیں۔

لہٰذا حضرت امام سید احمد حموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ القول البلیغ فی حکم التبلیغ میں فرماتے ہیں۔

ان الامام اذا جھر فوق الحاجۃ	امام نے ضرورت سے زیادہ آواز
فقد اساء۔	بلند کی تو برا کیا۔

(شامی مصری ج ۱ باب الامامۃ ص۵۵۱ عالمگیری مطبوعہ مجیدی کانپور باب صفۃ الصلاۃ ج ۱ ص ۳۷)

تنویر الابصار پھر در مختار پھر رد المحتار میں ہے۔

(جھر الامام بالتکبیر) "بقدر	امام تکبیر میں بقدر ضرورت آواز بلند کرے مقتدیوں
الحاجۃ للاعلام" وان زاد کرہ	کو آگاہ کرنے کیلئے اگر اس سے زیادہ آواز بلند کی تو مکروہ ہے۔

(شامی باب سنن الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۴)

یہ حکم صرف مخصوص بامام ہی نہیں بلکہ جو بھی تکبیر کہے گا اسے اس کی پابندی کرنی ہوگی۔ شامی میں ہے۔

الزائد علی قدر الحاجۃ	ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا جیسے امام
کما ھو مکروہ للامام یکرہ للمبلغ	کیلئے مکروہ ہے یونہی مکبر کیلئے مکروہ ہے۔ شامی ج ۱ ص ۳۴۴

لاؤڈ اسپیکر کی آواز اگر بعینہٖ آواز امام ہے تو فوق حاجت ہونے کے باعث مکروہ اور اگر آواز امام کا غیر ہے تو مکبر کے حکم میں ہے پھر بھی مکروہ اور اگر نہ عین ہے نہ غیر تو صدائے بازگشت ہے جس کا حکم دلیل نہم میں آتا ہے۔

دلیل سوم ۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز دور تک پہنچتی ہے اور آج بھی ملحد بددین قرآن کا مذاق اڑاتے ہیں یہ نہیں تو کم از کم لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں اور سماع قرآن کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور یہ عظمت قرآن کے خلاف ہے مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ	جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر
وانصتوا لعلکم ترحمون۔	سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو (پارہ ۹ سورہ اعراف)

صغیری شرح منیہ میں ہے

الاثم علی القاری لقرأتہ جہرا	لوگوں کے کاروبار کی جگہ با آواز بلند تلاوت قرآن
فی موضع اشتغال الناس باعمالہم	کرنے کے باعث قاری گنہگار ہوگا۔

(صغیری مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۲۵۰)

کبیری شرح منیہ میں ہے

یجب علی القاری احترامہ بان لا	قرآن کا احترام قرآن پڑھنے والے پر واجب ہے
یقرأ فی السوق ومواضع الاشتغال	یوں کہ بازاروں اور کاروبار کی جگہ نہ پڑھے۔

(حاشیہ صغیری ص ۲۵۰)

دلیل چہارم:۔ لاؤڈ اسپیکر امام کے سامنے ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ امام کی توجہ اس کی جانب رہتی ہے کہ آواز پکڑتا ہے یا نہیں کام کر رہا ہے یا بند ہوگیا جو منافی خشوع قلب ہے۔ لہٰذا مکروہ۔

نورالایضاح پھر مراقی الفلاح پھر شامی باب مکروہات الصلاۃ میں ہے

تکرہ بحضرۃ کل (ما یشغل البال) کزینۃ (و) بحضرۃ ما (یخل بالخشوع) کلھو ولعب۔	نماز ہر اس چیز کی موجودگی میں مکروہ ہے جو دل مشغول کرے جیسے زینت اور ہر اس چیز کی موجودگی میں مکروہ ہے جو خشوع میں مخل ہو جیسے لہو و لعب۔

(مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی مصری ص ۲۱۶ و شامی ج ۱ ص ۶۱۲)

دلیل پنجم:۔ امام کی آواز دور والے مقتدیوں کو پہنچانے کیلئے مکبر قائم کرنا حضور کی سنت کریمہ اور اس پر صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع اور آج تک یہی مسلمانوں میں شائع و معمول لاؤڈ اسپیکر سے یہ سنت کریمہ ترک ہوگی اور ترک سنت مکروہ۔ درمختار باب مکروہات الصلوٰۃ میں ہے۔

ویکرہ ترک کل سنۃ ومستحب	ہر سنت مؤکدہ اور سنت مستحبہ کا ترک مکروہ ہے،

(درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۱ ص ۶۱۱)

علامہ شامی نے اسکے تحت فرمایا

ان السنۃ ان کانت موکدۃ قویۃ لا یبعد کون ترکھا مکروھا تحریما وان کانت غیر موکدۃ فترکھا مکروھا تنزیھا۔ (شامی ج ۱ ص ۶۱۱)	سنت اگر سنت مؤکدہ قویہ ہے تو کیا عجب کہ اس کا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہو اور اگر سنت غیر مؤکدہ ہے تو اس کا ترک کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

بلکہ درمختار میں تصریح فرمائی

فتركه السنة المؤكدة قريب من الحرام۔ | سنت مؤکدہ کا ترک کرنا قریب بحرام ہے۔ (درمختار صفحہ ۲۹۵ ج ۵ کتاب الحظر والاباحۃ)

دلیل ششم:۔ ضروری ہے کہ مکبر وہاں سے تکبیر شروع کرے جہاں سے حاجت ہو یعنی احتمال ہو کہ اب اس سے آگے نہ پہنچیگی اگر اس کے خلاف کرے گا مرتکب کراہت ہوگا۔ حاشیہ ابو سعود میں ہے۔

ان التبليغ عند عدم الحاجة اليه بان بلغهم صوت الامام مكروه وفى سيرة الحلبية اتفق الائمة الاربعة على ان التبليغ حينئذ بدعة منكرة اى مكروهة۔	بغیر ضرورت تکبیر کہنا اس طرح کہ امام کی آواز پہنچ رہی ہے مکروہ ہے اور سیرت حلبیہ میں ہے کہ چاروں اماموں کا اتفاق ہے کہ ایسی تکبیر بدعت منکرہ یعنی مکروہ ہے۔ (شامی باب السنن صفحہ ۴۴۴ ج ۱)

لاؤڈ اسپیکر پہلی ہی صف بلکہ امام سے چار قدم آگے رہ کر چلّانا شروع کرتا ہے اور ضرور تمند اور غیر ضرورت مند سب کو اپنی آواز سناتا ہے للہ چشم حق بیں کھولئے اور حمایت بیجا کا چشمہ اتار کر اس مسئلہ شرعیہ کے تحت اسے دیکھئے آپ کا ایمان آپ کو جواب دے گا کہ آلۂ مذکورہ کا استعمال ضرور مکروہ ولازم الترک ہے۔

دلیل ہفتم:۔ یہانتک تو وہ صورتیں تھیں جن سے نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن بعض صورتیں اس میں ایسی بھی پائی جاتی ہیں کہ سرے سے نماز ہی نہ ہو مثلاً مکبر کا امام کے ساتھ شریک نماز ہونا لازمی امر ہے۔ شامی میں ہے۔

ولا لمن يصلى تبليغه فى	اس حالت میں اس کی نماز بھی نہ ہوگی

صح الصلاة لانه اقتدى	جس نے اس تکبیر سے نماز شروع کی اس کی
بمن لم يدخل في الصلاة (شامی ج۱)	ایسے شخص کی اقتدا کی جو نماز میں داخل نہیں ہے

دلیل ہشتم :- ضروری ہے کہ مکبر تکبیر تحریمہ میں نفس تکبیر سے تحریمہ اور مع سے اعلان کا قصد کرے اگر فقط آواز پہنچانے کا قصد کیا تو نہ اس کی نماز ہوگی نہ اس کی جو اس کی آواز پر تحریمہ باندھے۔ اسی شامی میں ہے۔

كذا المبلغ اذا قصد التبليغ	ایسے ہی مکبر نے فقط اعلان کا قصد
فقط خاليا عن قصد الاحرام	کیا اور تکبیر تحریمہ کی نیت نہ کی تو نہ اس کی
فلا صلوٰة له ولا لمن يصلي	نماز ہوگی نہ اس کی جس نے اس کی
بتبليغه۔ (شامی ص ۳۳۱)	آواز پر نماز پڑھی۔

لاؤڈ اسپیکر نہ شرکت نماز کا اہل نہ نیت کا لہذا اس کی آواز پر نماز کیونکر صحیح و درست ہو سکتی ہے۔

دلیل نہم :- تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز صدائے بازگشت (گونج) ہے حضرت مناظر اہل السنۃ علامہ و مولانا محمد عمر صاحب قبلہ اچھروی دامت برکاتہم جب یہاں تشریف لائے تھے (محرم شریف ۱۳۷۰ھ میں) اور سرے گھاٹ پر آپ کا بیان تھا یہ فقیر اسٹیج پر موجود تھا خود حضرت علامہ کی آواز اصلی بھی سنائی دیتی تھی اور لاؤڈ اسپیکر کی بھی لیکن حضرت علامہ کا جملہ ختم ہونے کے بعد لاؤڈ اسپیکر کا جملہ ختم ہوتا تھا میں نے اس جلسہ میں حضرت مفتی زمان فاضل جلیل الشان مولنا محمد خلیل صاحب زید مجدہم کو بھی اس کا شاہد بنایا بلکہ یہ چیز آپ کے بھی مشاہدہ و تجربہ میں آئی ہوگی۔ اس تجربہ کے بعد کہنا پڑے گا کہ آلۂ مذکورہ کی آواز صدائے بازگشت یعنی پہاڑ اور گنبد و صحرا کی گونج کی طرح

ہے فرق اتنا ہے کہ پہاڑ وغیرہ کی گونج قدرے وقفہ کے بعد ہوتی ہے اور برقی طاقت نے اسکی گونج فوراً پیدا کردی اور ہو سکتا ہے آئندہ چل کر یہ صنعت اس قدر ترقی کرے کہ اتنا وقفہ بھی نہ ہو لیکن آج کے وقفہ نے یہ بات ثابت کردی اور آئندہ کیلئے بھی حجت قائم ہوگئی۔ اور صدائے بازگشت کی یہی تعریف ہے کہ آواز دینے والے کی آواز کے مثل قدرے وقفہ کے بعد لوٹتی ہوئی سنائی دے

علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

الصوت الذی لیسمعہ المصوت عقب صیاحہ راجعا الیہ۔	صدائے بازگشت وہ ہے جو آواز دینے والا اپنی چیخ کے بعد اپنی طرف لوٹتی ہوئی سنے

(طحطاوی علی مراقی الفلاح مصری باب سجود التلاوت ص ۲۹۱)

اور ایسی آواز پر (صدائے بازگشت پر) شریعت مطہرہ نے اعتماد نہ فرمایا۔ مراقی الفلاح میں ہے۔

ولا تجب لسماعها من الصدی وهو ما یجیبك مثل صوتك فی الجبال والصحاری ونحوها (مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی ص ۲۹۱)	(سجدہ تلاوت) آواز بازگشت سے سنکر واجب نہیں ہوتا اور آواز بازگشت وہ ہے جو پہاڑوں اور جنگلوں وغیرہ میں تیری آواز کے مثل تجھے جواب دے۔

تنویر الابصار پھر در مختار میں ہے

لا تجب لسماعه من الصدی والطیر۔ (شامی باب سجود التلاوۃ ج ۱ ص ۷۲۱)	(سجدہ تلاوت) آواز بازگشت اور جانور سے سنکر واجب نہیں ہوتا۔

فتاوی عالمگیری میں ہے

وان سمعها من الصدی لا تجب علیه کذا فی الخلاصة۔	اگر آواز بازگشت سے آیت سجدہ سنی سجدہ واجب نہ ہوا جیسا کہ خلاصہ میں ہے۔ (فتاوی عالمگیری باب سجود التلاوۃ ج ۱ ص ۴۸)

جب شریعت مطہرہ نے سجدہ تلاوت کے باب میں اس پر اعتماد نہ فرمایا تو دیگر ارکان وافعال نماز میں اعتماد کیا معنی؟ اگر اس پر اعتماد ہوتا سجدہ تلاوت واجب ہوتا۔ یہ ہے لاؤڈ اسپیکر کے باب میں جمہور علماء کرام کا مسلک ان میں بعض وہ ہیں جنہوں نے اسکی آواز کو بعینہ آواز امام تصور فرماکر حکم کراہت دیا اور بعض نے آواز امام کا غیر یا صدائے بازگشت ہونا محقق فرمایا اور فتوی بطلان نماز صادر فرمایا اس کے خلاف اگر کسی کا عمل یا قول ملے تو پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ قائل وعامل، مذہب اہل سنت وجماعت کا حامل ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس کا قول وعمل بھی اصلا قابل التفات نہیں اگر ہے تو پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ عالم ومحقق ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس کا قول فعل بھی لائق عمل نہیں کہ غیر عالم کو جزئیات شرعیہ پر کیا عبور؟ اگر یہ دونوں باتیں موجود ہوں تو آپ خود غور کریں کہ فرد واحد یا بعض جمہور کے مقابل کتنا وزن ہے۔ آدمی دنیاوی امور میں وہی پہلو اختیار کرتا ہے جس میں اس کا فائدہ ہی فائدہ ہو اور خسارے کی کوئی صورت نہ ہو۔ یہ دین اور نماز کا معاملہ ہے اس میں بھی وہی پہلو اختیار کرنا چاہئے جس میں خسارہ کی صورت نہ ہو اگر لاؤڈ اسپیکر نہ لگایا گیا تو مانعین ومؤیدین دونوں کے نزدیک بلا خلاف نماز درست ہوگئی اور اگر آلۂ مذکورہ استعمال کیا گیا تو علمائے کرام کے ایک طبقۂ اعظم کے نزدیک نماز باطل یا کم از کم مکروہ ہوئی۔ لہذا انسان کو وہی کرنا چاہیئے کہ ہر دو فریق کے نزدیک نماز بلا دغدغہ درست ہو کہ یہی مذہب محتاط اور اسی میں نجات اور یہی بہتر وافضل ہے۔ درمختار میں ہے۔

یندب للخروج من الخلاف لا سیما للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذھبہ۔

اختلافات سے بچنا مستحب ہے خصوصاً امام کو بشرطیکہ اپنے مذہب کے کسی مکروہ کا ارتکاب لازم نہ آئے۔ (درمختار باب نواقض الوضو ج ۱ ص ۳۳۶، ۳۳۷)

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵

سوئم اور چہلم

سوئم میں میت کے خویش واقارب ایک جگہ جمع ہوکر قرآن حکیم اور کلمہ شریف پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب میت کو ہدیہ کرتے ہیں۔ چہلم میں اہل میت کچھ پکاکر اور فاتحہ دے کر غربا کو کھلاتے ہیں اور اس کا ثواب بھی میت کو پہنچاتے ہیں اور یہ سب جائز اور درست ہے جس پر اصلا کوئی ممانعت شرعی نہیں جو اس کے خلاف کہے خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کرتا اور اپنے دل سے نئی شریعت گھڑتا ہے۔ ابوداؤد شریف میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ انہوں نے مالک کوثر علیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کی۔

یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بئرا وقال ھذہ لام سعد۔	یا رسول اللہ سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا تو کونسا صدقہ افضل ہے،" فرمایا پانی" سعد فرماتے ہیں کنواں کھدوایا گیا اور کہا یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔ (ابوداؤد شریف مصری باب الزکوۃ ج ۱۰ ص ۲۶۶)

چونکہ زمانۂ اقدس میں پانی کی زیادہ احتیاج تھی لہذا اسی کیلئے متوجہ فرمایا ورنہ ہر نیک کام کا ثواب بخشا جاسکتا ہے۔ امام ابوحفص الکبیر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

ان رجلا سأل رسول اللہ صلی اللہ	ایک شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

تعالیٰ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ
انا نتصدق عن موتانا ونحج عنھم
وندعو لھم فھل یصل ذالک
الیھم فقال نعم انہ یصل الیھم
ولیفرحون کما یفرح احدکم بالطبق
اذا اھدی الیہ۔

سوال کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ہم مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے حج کرتے اور
ان کیلئے دعا کرتے ہیں کیا انہیں پہنچتا ہے فرمایا ہاں
انہیں پہنچتا ہے اور وہ یوں خوش ہوتے ہیں جسطرح
تم میں سے کسی کی طرف جب ہدیہ بھیجا جاتا ہے تو
وہ خوش ہوتا ہے۔ (شرح الصدور مطبوعہ نولکشور لکھنؤ باب ما ینفع المیت فی قبرہ ص ۱۲۳)

خلال نے جامع میں حضرت شعبی تابعی اور امام جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے روایت کی۔

کانت الانصار اذا مات لھم المیت
اختلفوا الی قبرہ یقرؤن لہ القرآن
(جامع رضوی مطبوعہ برقی بجنور باب ایصال الثواب ص ۹۳ ج ۴)

انصار کی عادت تھی کہ جب ان میں سے کوئی مرجاتا
تو متفرق ہوکر اسکی قبر کی طرف جاتے اور اس کیلئے
قرآن پڑھتے۔

علامہ علی قاری رحمۃ الباری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

بلغنی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انہ قال من قال
لا الہ الا اللہ سبعین الفا غفر
اللہ لہ ومن قیل غفر لہ ایضاً

مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ
حدیث پہنچی کہ جس نے ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف
پڑھا اللہ نے اس کی مغفرت فرمادی اور جسکیلئے
پڑھا گیا اسکی بھی (جامع الرضوی ص ۹۵ ج ۴)

بلکہ فاتحہ وایصال ثواب کیلئے خود وہابیہ دیوبندیہ کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی نے بوضاحت لکھا۔

اول طالب را باید کہ باوضو دوزانو

اول طالب کو چاہئے کہ باوضو دوزانو

بطور نماز بہ نشیند و فاتحہ بنام اکابرین
این طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین
سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب
حضرت ایزد بتوسط این بزرگان نماید

نماز کے طور بیٹھے اور اس طریقہ کے اکابرین
حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ کا
کے نام فاتحہ پڑھ کر حضرت ایزد کی جناب میں
ان بزرگوں کے وسیلے سے التجا کرے۔

(صراط مستقیم مجتبائی دہلی ص۱۱۱)

اسی میں ہے

نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات
باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست
چہ این معنی بہتر و افضل۔

یہ گمان نہ کریں کہ مُردوں کو ثواب پہنچانا
کھانا کھلا کر اور فاتحہ پڑھ کر اچھا نہیں ہے
اسکے کیا معنی بلکہ بہتر و افضل ہے (صراط مستقیم ص۶۴)

اسی میں ہے

بر ہمیں قیاس باید کرد سائر عبادات
را پس ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود
ثواب آں بروح کسے از گذشتگان
برساند (صراط مستقیم ص۵۵)

اسی پر تمام عبادتوں کو قیاس کرنا
چاہئے پس جو عبادت کہ مسلمان سے
ادا ہو ثواب اس کا گذرے ہوئے
لوگوں میں سے کسی کی روح کو پہنچائے۔

اسی میں ہے

پس در خوبی اینقدر امور از امور
مرسومہ فاتحہا و اعراس و نذر و نیاز
اموات شک و شبہ نیست۔

بس اسقدر امور کی خوبی میں ان امور میں سے
جنکی رسم ہے فاتحہ اور عرس اور اموات کی
نذر و نیاز میں شک و شبہ نہیں۔ (صراط مستقیم ص۵۵)

اسی میں ہے

ہرگاہ ایصال نفع بمیت منظور دارد	جس وقت میت کو نفع پہنچانا منظور ہو کھانا
موقوف بر اطعام نگذارد اگر میسّر	کھلانے پر موقوف نہ رکھے اگر میسر ہو
باشد بہتر الا ثواب سورۂ فاتحہ و	بہتر ورنہ سورہ فاتحہ و سورہ اخلاص کا ثواب
اخلاص بہترین ثواب ہاست۔	بہترین ثواب ہے۔(صراط مستقیم ص۶۴)

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
حق وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے

نفس ایصال ثواب کا مسئلہ خود منکرین کے امام کی تحریروں نے صاف کر دیا۔ رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن ثواب پہنچیگا، کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے۔ جو اپنی سہولت کیلئے لوگوں نے کر رکھی ہے۔ اس تعین میں بہت سے فوائد ہیں مثلاً لوگوں کا وقت معینہ پر حاضر ہو کر تلاوت قرآن و کلمہ طیبہ کرنا۔ اہل حاجت فقراء کو پہلے سے مدعو کر دینا کہ وہ اپنے گھروں پر کھانا پکانے کا انتظام نہ کریں اور ان کا نقصان نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ تیجے کے دن قرآن مجید یا کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصال ثواب کرتے اور بچوں اور اہل حاجت کو چنے تقسیم کرتے اور غربا کو کھانا کھلاتے ہیں پھر ہر جمعرات کو حسب حیثیت غربا کو مدعو کرتے ہیں پھر چالیسویں دن پھر چھ ماہ کے بعد پھر برسی پر یہ سب ایصال ثواب کی فروع ہیں اور جائز و بہتر جس پر سلف و صالحین کا عمل رہا ہے۔ حضرت امام محمد محمود عینی حنفی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب بنایہ شرح ہدایہ المعرف بہ عینی باب الحج عن الغیر میں فرماتے ہیں۔

ان المسلمون یجتمعون فی کل	بیشک مسلمان ہر عصر و زمانے میں جمع ہوتے
عصر و زمان ولیقرؤن القرآن	قرآن پڑھتے اور اس کا ثواب اپنے مردوں
ویھدون ثوابہ لموتاھم وعلٰی	کو پہنچاتے ہیں اور اسی پر نیک اور
ھٰذا اھل الصلاح والدیانۃ	دیانت دار لوگ ہیں ہر مذہب مالکیہ
من کل مذھب من المالکیۃ	و شافعیہ وغیرہم میں سے اور کوئی
والشافعیۃ وغیرھم ولا ینکر	منکر اس کا انکار نہیں کرتا تو یہ اجماعی
منکر اذالک فکان اجماعا۔	مسئلہ ہوا۔ (عینی شرح ہدایہ ج ۱/۲ ص ۱۶۱۲)

الحمد للہ یہ حضرت امام کی بیّن کرامت ہے کہ منکروں کا سردار بھی اقراری ہے۔ نگاہ انصاف سے اگر دیکھا جائے تو یہ صورت خاص سوم کی ہے بلکہ حضرت امام سے بھی بہت قبل حضرات تابعین بھی اس کے استحباب کے قائل تھے امام احمد زہد میں اور ابو نعیم حلیہ میں حضرت طاؤس تابعی سے روایت کرتے ہیں (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

ان الموتٰی یفتنون فی قبورھم سبعا	بیشک مردے سات دن تک اپنی قبروں
فکانوا یستحبون ان یطعم عنھم	میں امتحان میں ہوتے ہیں تو علما مستحب
تلک الایام۔ (جامع الرضوی ج ۴ ص ۱۹۵)	رکھتے ہیں کہ ان دنوں میں انکی طرف سے کھانا کھلایا جائے

لہٰذا شرعۃ الاسلام میں فرمایا

ویستحب ان یتصدق علی المیت	مستحب ہے کہ میت پر بعد دفن
بعد الدفن الی سبعۃ ایام کل	سات دن تک روزانہ جو کچھ میسر آئے
یوم بشئی مما تیسر۔	صدقہ کرے (الطحاوی علی مراقی الفلاح مصری ص ۳۴۳)

اسی میں ہے

والسنة ان یتصدق ولی المیت	سنت ہے کہ ولی میت کیلئے پہلی رات گذرنے
له قبل مضی اللیلة الاولی بشئ	سے پہلے جو کچھ میسر آسکے صدقہ کرے اگر کچھ
مما تیسر له فان لم یجد شیئا فلیصل	نہ پائے تو دو رکعت نماز پڑھ کر اسکا ثواب
رکعتین ثم یهدی ثوابها له۔	مُردے کو ہدیہ کردے۔ (طحطاوی ص۳۰۳)

حضرت مولنا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو دیوبندیوں کے امام مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کے نسبی چچا اور طریقت کے دادا ہیں سورہ انشقت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

مُردہ درانحالت مانند غریقے است	مُردہ اس حالت میں ایک ڈوبنے والے
کہ انتظار فریادرسی میبرد وصدقات	کی مثال ہے کہ فریادرسی کا انتظار کرتا
وادعیہ وفاتحہ دریں وقت بسیار	ہے اور صدقات اور دعائیں اور فاتحہ
بکار آدمی می آید واز ینجاست کہ طوائف	اسوقت آدمی کے بہت کام آتی ہیں
بنی آدم تا یکسال وعلی الخصوص تا	یہی باعث ہے کہ گروہ بنی آدم ایکسال اور
یک چلہ بعد موت اُدریں نوع امداد	خصوصاً چہلم تک اس قسم کی امداد میں
کوشش تمام می نمایند	کوشش تمام کرتے ہیں۔

(تفسیر عزیزی مجتبائی دہلی پارہ عم ص۱۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۶

تدفین کے بعد مکان پر فاتحہ

بعد دفن متوفی کے مکان پر آنا بغرض ایصال ثواب و تعزیت ہوتا ہے۔ ایصال ثواب کا مسئلہ روشن ہو چکا اعادہ کی حاجت نہیں۔ اور تعزیت سنت ہے۔ ترمذی و ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحیم و کریم آقا ارشاد فرماتے ہیں۔

من عزّی مصاباً فلہ مثل اجرہ	جس نے مصیبت زدہ کو تعزیت کی اس کو مصیبت
(مشکوٰۃ شریف نظامی دہلی باب البکاء ص ۱۲۵)	زدہ ہی کی مثل ثواب ملے گا۔

تعزیت کے دن وقت وفات سے تین ہیں ان میں اوّل اولیٰ۔ درمختار میں ہے۔

ثلثۃ ایام واولہا افضلہا	تعزیت کے دن تین ہیں ان میں پہلا دن افضل اور
وتکرہ بعدہا الا لغائب	تیسرے دن کے بعد مکروہ مگر جو پردیس سے آئے اسکے لئے مکروہ نہیں۔

(درمختار علی ہامش رد المحتار مصری باب الدفن ص ۸۴۲ ج ۱)

اگر اہل میت میں جزع و فزع حد معتاد سے زائد نہ ہو تو بعد دفن تعزیت کرے ورنہ پہلے۔ عالمگیری میں ہے۔

وہی بعد الدفن اولیٰ منہا قبلہ	تعزیت بعد دفن بہتر ہے قبل دفن سے جبکہ
اذا لم یریٰ منہم جزع شدید فان	اہل میت میں زیادہ بے صبری نہ دیکھے اگر زیادہ
رئی ذالک قدمت التعزیۃ۔	بے صبری پائی جائے تو تعزیت دفن سے مقدم کی جائیگی

(عالمگیری مجیدی کانپور باب التعزیہ ص ۸۷ ج ۱)

مقام تعزیت یہ ہے کہ قبرستان میں نہ ہو۔ درمختار میں ہے

ویکرہ التعزیۃ ثانیا وعند القبر۔ (درمختار ص۸۴۲ و ۸۴۳ ج ۱۰)	دوبار تعزیت کرنا اور قبر کے پاس تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

علامہ شامی نے اسکے تحت فرمایا

التعزیۃ عند القبر بدعۃ	قبر کے پاس تعزیت کرنا بدعت ہے

(شامی ص۸۴۳ ج ۱)

مستحب ہے کہ تعزیت جمیع اقارب میت کو کی جائے۔ عالمگیری میں ہے،

ویستحب ان یعم التعزیۃ جمیع الاقارب المیت الکبار والصغار والرجال والنساء الا ان یکون امرأۃ شابۃ فلا یعزیھا الا محارمھا۔	مستحب ہے کہ تعزیت عام کرے تمام اقارب میت کو بڑوں کو چھوٹوں کو مردوں کو عورتوں کو مگر جوان عورت کو سوائے محرم کے کوئی تعزیت نہ کرے۔ (عالمگیری ص۸۲)

بلکہ چاہئے کہ عورتوں کو عورتیں تعزیت کریں۔ ابوداؤد میں حضرت عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

قبرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میتا فلما فرغنا انصرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانصرفنا معہ فلما حاذی بابہ وقف فاذا نحن بامرأۃ مقبلۃ قال اظنہ عرفھا فلما	ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک میت کے دفن میں شریک ہوئے بعد فراغت ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں واپس لوٹے جب سرکار دولت سرائے اقدس کے دروازے کے بالمقابل پہنچے توقف فرمایا ہم نے دیکھا کہ سامنے سے ایک

ذھبت فاذا ھی فاطمہ علیھا السلام فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما اخرجک یا فاطمۃ من بیتک فقالت اتیت یا رسول اللہ اھل ھذا البیت فرحمت الیھم میتھم او عزیتھم بہ۔

(برقع پوش) خاتون تشریف لا رہی ہیں راوی کہتے ہیں میں نے گمان کیا کہ حضور نے انہیں پہچان لیا جب وہ چلی گئیں اور وہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں حضور نے انسے ارشاد فرمایا فاطمہ تم کس غرض سے گھر سے باہر گئیں تھیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس گھر والوں کے پاس گئی تھی تاکہ انکی میت کیلئے دعائے مغفرت کروں اور لواحقین کو تعزیت

(ابو داؤد شریف مصری باب التعزیۃ ج ۲ صـ ۵۸)

ان عبارات سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

۱۔ افضل تعزیت یہ ہے کہ پہلے دن ہو۔ (۲) اولیٰ یہ ہے کہ بعد دفن ہو۔ (۳) قبرستان میں نہ ہو کہ مکروہ ہے (۴) دوبارہ بھی نہ ہو کہ یہ بھی مکروہ ہے (۵) تمام اقارب میت کو تعزیت مستحب ہے۔ (۶) عورتوں کو تعزیت عورتیں کریں کہ سنت فاطمی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بعد دفن مکان پر آکر تعزیت کرے کہ پہلا دن بھی ہے بعد دفن بھی ہے قبرستان سے علیحدہ بھی ہے جمیع اقارب میت کی موجودگی بھی اس وقت متوقع ہے تو اس کے جائز مندوب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ یہ صورت تو تھی انفرادی تعزیت کی باقی رہا اجتماعی حیثیت سے یعنی بعد دفن قبرستان سے واپسی پر تمام شرکائے میت کا میت کے مکان پر آکر تعزیت کرنا یہ بھی اگر احیاناً ہو مضائقہ نہیں بلکہ اگر نیت خیر ہو تو مشتمل بر سنت۔ امام احمد نے بسند صحیح اور ابو داؤد نے ... مرد انصاری سے روایت کی۔

خرجنا مع رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم في جنازة فرأيت
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
وهو على القبر يوصي الحافر يقول
اوسع من قبل رجليه اوسع من
قبل رأسه فلما رجع استقبله
داعي امرأته فاجاب ونحن
معه فجيء بالطعام فوضع يده
ثم وضع القوم فاكلوا فنظرنا الى
رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم يلوك لقمة في فيه ثم
قال اجد لحم شاة اخذت بغير
اذن اهلها فارسلت المرأة
تقول يا رسول الله اني ارسلت
الى النقيع وهو موضع يباع فيه
الغنم ليشتري لي شاة فلم توجد
فارسلت الى جار لي قد اشترى
شاة ان يرسل بها الي بثمنها فلم
يوجد فارسلت الى امرأته
فارسلت الي بها فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم اطعمي هذا الطعام الاسرى

ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک
جنازہ میں شرکت کیلئے نکلے میں نے حضور کو دیکھا
کہ قبر پر تشریف فرما ہیں گورکن سے ارشاد فرماتے ہیں
پائنتی سے کشادہ کر سرہانے سے کشادہ کر جب
قبرستان سے لوٹے میت کی عورت کیطرف سے
ایک دعوت دینے والا سامنے آیا حضور نے
دعوت قبول فرمائی اور ہم لوگ بھی حضور کے
ہمراہ تھے کھانا لایا گیا سرکار نے اسمیں ہاتھ ڈالا
اور قوم نے بھی کھانا شروع کیا ہم نے حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف دیکھا آپ اپنے دہن اقدس
میں لقمہ پھراتے ہیں پھر فرمایا میں ایسی بکری کا گوشت
پاتا ہوں جو اپنے مالک کے بغیر اذن حاصل کی گئی
ہے۔ اس عورت نے حضور کی خدمت میں کہلا
بھیجا یا رسول اللہ میں نے نقیع کی طرف کہ
جہاں بکریاں فروخت ہوتی ہیں آدمی بھیجا کہ میرے
لئے ایک بکری خریدے وہاں بکری نہ ملی میں نے
اپنے پڑوسی کے پاس آدمی بھیجا کہ اس نے جس قیمت پر
بکری خریدی ہے اسی قیمت پر مجھے بھیج دے وہ بھی
نہ ملا میں نے اسکی عورت کیطرف آدمی بھیجا اسنے مجھے بکری
بھیج دی حضور نے فرمایا یہ کھانا قیدیوں کو کھلادے
(مشکوٰۃ شریف باب المعجزات ص ۵۴۴، ۵۴۵م)

ہاں دواماً واستمراراً اس کی عادت نہ چاہیئے کہ حرج کثیر ہے لہٰذا علمائے متاخرین نے بعد دفن اپنے کاروبار میں مصروفیت کا امر فرمایا۔ مراقی الفلاح میں ہے۔

قال کثیر من متاخری ائمتنا رحمہم اللہ	ہمارے ائمہ متاخرین میں سے بہتوں نے فرمایا کہ اہل
ویکرہ الاجتماع عند صاحب المیت	میت کے پاس اجتماع مکروہ ہے کہ تعزیت کرنے
حتی یاتی الیہ من یعزی بل اذا رجع	والے اس کے پاس آئیں بلکہ بعد دفن جب لوگ
الناس من الدفن فلیتفرقوا ویشتغلوا	متفرق ہو جائیں اور اپنے کاروبار میں مشغول ہوں
بامورہم وصاحب البیت بامرہ۔	اور اہل میت انہیں اسکی اجازت دے۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۳۷۳)

اگر شرکائے میت اہل حرج نہ ہوں اور نہ کسی منہی شرعی کا ارتکاب کریں تو اسے حرام و مکروہ کہنا جسارت بیجا ہے کہ آخر ائمہ متقدمین کا یہی مسلک تھا جیسا کہ عبارت مذکورہ بالا سے مستفاد اور جب علت نہی زائل ہو گئی حکم اصلی عود کر آیا لہٰذا حضرت امام طحطاوی علیہ الرحمۃ نے ویکرہ الجلوس علی باب الدار کے تحت فرمایا

قال فی شرح السید ولا باس	شرح سید میں فرمایا میت کیلئے تین دن تک
بالجلوس لہا الی ثلثۃ ایام من	بیٹھنا حرج نہیں رکھتا جبکہ کسی مکروہ شرعی کا
غیر ارتکاب محظور من فرش	ارتکاب نہ ہو جیسے (پر تکلف) فرش بچھانا اور
البسط والاطعمۃ من اہل المیت	اہل میت کا کھانا کھلانا۔ اگر مصنف کا یہ قول
اھ فان حمل قول المصنف ویکرہ	کہ میت کے دروازے پر بیٹھنا مکروہ ہے، اس پر
الجلوس الخ علی ما اذا کان	محمول کیا جائے کہ جب وہاں مکروہات کا ارتکاب
بمحظور ارتفعت المخالفۃ	ہو تو مکروہ ہے تو اختلاف اٹھ جائیگا۔ (طحطاوی مصری ص ۳۰۳)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے

ینبغی ان تقید کلامہم بنوع خاص	علماء کا قول کراہت ہمیں ایک نوع خاص کے ساتھ مقید کرنا

من اجتماع یوجب استحیاء اھل المیت فیطعمونھم کرھا
جو اجتماع اہل میت کیلئے شرم و حیا کا باعث ہو کہ جبراً قہراً انہیں کھانا کھلانا پڑے مقید کرنا چاہئے

(حاشیہ مشکوٰۃ ص۱۶۵)

لہذا ضروری کہ اہل میت پر اپنے کھانے وغیرہ کا بار نہ ڈالیں خواہ اچانک جانا ہو خواہ استمراراً حضرت جریر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ۔
ہم اپنے میت کے یہاں اجتماع اور کھانا نوحہ میں شمار کرتے تھے۔ (طحطاوی ص۳۶۳)

چونکہ زمانہ جاہلیت میں اہل میت کی جانب اجتماع اور اہل میت کی جانب سے دعوت طعام نوحہ خوانوں کیلئے ہوتی تھی لہذا سدِ باب کیلئے صحابہ کبار کا یہی عمل رہا۔ طحطاوی میں ہے۔

یعنی ھو فعل الجاھلیۃ انما یدل علی کراھۃ ذالک عند الموت فقط۔ (طحطاوی ص۳۶۴)
یعنی جاہلیت کا فعل تھا۔ اور حدیث فقط وقت موت کے کھانے کی کراہت پر دلیل ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے

وتکرہ الضیافۃ من اھل المیت لانھا شرعت فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ
اہل میت کی طرف سے کھانے کی دعوت مکروہ ہے کہ وہ خوشی کے موقع پر مشروع ہے نہ کہ غمی کے وقت اور یہ ضیافت بدعت قبیحہ ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۳۶۴)

اس کے مکروہ و بدعت ہونے کے متعدد وجوہ ہیں (۱) اہل میت کو شرم و حیا کے باعث مجبوراً اجتماع والوں کو کھلانا پڑے گا جیسا کہ مرقاۃ سے گذرا

(۲) اہل جاہلیت سے مشابہت ہے جیسا کہ طحطاوی سے گذرا (۳) یہ کھانا عموماً بوجہ اللہ نہیں ہوتا بلکہ اس میں ریا ونمود ہوتی ہے (۴) جہلا نے اس میں بہت سے منکرات داخل کردئیے جیسے حد سے زیادہ روشنی خوشی کے مواقع کے مثل (۵) بعض ممالک میں گانے بجانے کی رسم (۶) عورت مرد کا یکجائی اجتماع (۷) ذکر وتلاوت قرآن کی اجرت طلب کرنا (۸) ورثہ میں سے کوئی وارث غائب ہو یا اسکی رضا نہ پائی گئی ہو یا بچہ ہو کہ اسکے مال میں غیر کو تصرف کا اختیار نہیں جبکہ یہ کھانا مال میت کی تقسیم سے قبل ہو (کلہا فی الشامی) (۹) رونا پیٹنا نوحہ کرنا جیسا کہ حدیث جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہاں تناول فرمانا خود اس کی بین دلیل ہے کہ وہاں ان وجوہ کا احتمال تک نہ تھا لہذا اطعام طعام کے باب میں حدیث حجت نہیں ہوسکتی اور اجتماع میں نہ کسی کی حق تلفی نہ کسی پر بار لہذا اباحت پر مدار رہا جبکہ دیگر منکرات بھی نہ ہوں۔ غرض کہ اگر میت کے یہاں بعد دفن استمراراً بھی جائیں تو صرف بہ نیت تعزیت جائیں نہ اسے فرض واجب گمان کریں نہ اس کے تارک کو برا جانیں نہ منہیات کا ارتکاب کریں نہ وہاں کھانا کھائیں بلکہ مستحب بلکہ سنت کہ اپنے گھروں سے اہل میت کیلئے کھانا پہنچائیں۔ ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ قاسم ارزاق علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں۔

اصنعوا لآل جعفر طعاما۔ (آل جعفر کیلئے کھانا تیار کرو کہ جعفر جنگ موتہ میں شہید ہوگئے)

(ابوداؤد مصری کتاب الجنائز ج ۲ ص ۵۹)

مراقی الفلاح میں ہے

ويستحب لجيران الميت والاباعد من اقاربه تهيئة طعام لاهل الميت يشبعهم يومهم وليلتهم۔

میت کے پڑوسیوں اور دور کے رشتہ داروں کو اہل میت کیلئے کھانا تیار اور ایک دن صبح و شام ان کو سیر کر کے کھلانا مستحب ہے۔ (مراقی الفلاح الطحطاوی صـ۳۷۴)

کھانا لانے والے اگر اہل میت کو کھلانے کی غرض سے انکے ساتھ خود بھی کھالیں تو بھی مضائقہ نہیں۔ فتاوی عالمگیریہ کتاب الکراہیۃ باب ۱۲ فی الہدایا میں ہے

حمل الطعام الی صاحب المصيبة والاكل معهم فی اليوم الاول جائز۔

اہل مصیبت کے پاس کھانا لے جانا اور ان کے ہمراہ کھانا پہلے دن جائز ہے۔ (عالمگیری صـ۱۰۶ ج ۴)

اور اگر خود اہل میت ہی کھانا پکائیں تو دعوت برادری نہ کریں بلکہ فقراء و غرباء کو کھلائیں۔ بزازیہ میں ہے۔

ان اتخذ طعاما للفقراء كان حسنا۔

اگر فقراء کیلئے کھانا پکائیں تو اچھا ہے (طحطاوی صـ۳۷۴)

استحسان الخانیہ میں ہے

ان اتخذ ولی الميت طعاما للفقراء كان حسنا الا ان يكون فی الورثة صغير فلا يتخذ ذالك من تركه

اگر ولی میت فقراء کیلئے کھانا پکائے اچھا ہے جبکہ ورثہ میں کوئی چھوٹا بچہ نہ ہو اگر ہو تو ترکہ سے کھانا نہ بنایا جائے (طحطاوی صـ۳۷۴)

شرعۃ الاسلام میں ہے

والسنة ان يتصدق ولی الميت له قبل مضی الليلة الاولی

سنت ہے کہ ولی میت پہلی شب گذرنے سے پہلے میت کیطرف سے جو میسر آئے صدقہ کرے (طحطاوی صـ۳۷۳)

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷

نماز جنازہ کے بعد دعا

دعا ہر وقت مشروع ہے جب تک کہ کسی وقت خاص کی نہی شریعت مطہرہ سے ثابت نہ ہو اور نماز جنازہ کے بعد شریعت نے نہی نہیں فرمائی تو دوسرا منع کرنے والا کون۔ بلکہ اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو خود احادیث سے اسکی اصل ثابت۔ علامہ قسطلانی شارح بخاری مواہب اللدنیہ قسم ثانی فصل ثالث میں جنگ موتہ کا منظر بیان فرماتے ہیں۔

جلس النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فکشف لہ حتی نظر الی معرکتہم فقال اخذ الرایۃ زید بن حارث حتی استشہد فصلی علیہ ثم قال استغفروا لہ ثم اخذ الرایۃ جعفر بن ابی طالب حتی استشہد فصلی علیہ ثم قال استغفروا لاخیکم جعفر ثم اخذ الرایۃ عبد اللہ بن رواحۃ فاستشہد فصلی علیہ ثم قال استغفروا لاخیکم۔

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو آپ پر سب کچھ روشن ہو گیا حتی کہ میدان جنگ کا معرکہ ملاحظہ فرمایا تو زید ابن حارث نے علم سنبھالا یہاں تک کہ شہید ہو گئے نماز جنازہ پڑھی پھر فرمایا انکے لئے استغفار کرو۔ پھر جعفر بن ابو طالب نے جھنڈا اٹھایا حتی کہ وہ بھی شہید ہو گئے نماز جنازہ ادا فرمائی پھر فرمایا اپنے بھائی جعفر کیلئے استغفار کرو پھر عبد اللہ بن رواحہ نے علم بلند کیا وہ بھی شہید ہو گئے نماز پڑھی پھر فرمایا اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو
(مواہب اللدنیہ مصری ج ۲ ص ۳۵۲ و نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۵۶)

جامع الرضوی میں یہ الفاظ منقول ہیں

وصلی علیہ ودعالہ وقال استغفروا — حضور نے نماز جنازہ پڑھی پھر دعا فرمائی پھر فرمایا ان کیلئے استغفار کرو۔

لہ۔ (جامع الرضوی مطبوعہ پٹنہ کتاب الجنائز ج ۲ ص ۸۲۲)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا۔

احتمال دارد کہ بر جنازہ بعد از نماز یا پیش ازاں بقصد تبرک خواندہ باشد چنانکہ الآں متعارف است۔ — احتمال ہے کہ حضور نے جنازہ پر نماز جنازہ کے بعد یا پہلے سورہ فاتحہ پڑھی ہوگی جیسا کہ آج تک مروج ہے۔

(اشعۃ اللمعات مطبوعہ نولکشور لکھنؤ بارہشتم باب المشی ج ۱ ص ۶۸۶)

حدیث مشکوٰۃ ص ۱۲۱ ہم اپنے بزرگ محترم مفسر اعظم حضرت مولانا وعلامہ الحاج مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی نفیس تقریر کے ساتھ بعینہٖ درج کریں کہ قارئین کرام بالعموم و سائل محترم بالخصوص محظوظ و مستفیض ہوں۔

[مشکوٰۃ باب صلوٰۃ الجنائز فصل ثانی میں ہے اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعاء جب تم میت پر نماز پڑھ لو تو اس کیلئے خالص دعا کرو۔ ف سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے بعد فوراً دعا کی جائے بلا تاخیر۔ جو لوگ اس کے معنی کرتے ہیں کہ نماز میں اس کیلئے دعا مانگو وہ ف کے معنی سے غفلت کرتے ہیں۔ صلیتم شرط ہے اور فاخلصوا ہے جزا۔ شرط اور جزا میں تغایر چاہیئے نہ کہ اس میں داخل ہو پھر صلیتم ہے ماضی اور فاخلصوا ہے امر۔ جس سے معلوم ہوا کہ دعا کا حکم نماز پڑھ چکنے کے بعد ہے جیسے فاذا طعمتم

[فانتشروا میں کھاکر جانے کا حکم ہے نہ کہ کھانے کے درمیان
اور واذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم میں نماز کیلئے
اٹھنا مراد ہے نہ کہ نماز کا قیام جیسا کہ الی سے معلوم ہوا یہاں بھی
وضو ارادۂ نماز کے بعد ہی ہوا۔ اور ف سے تاخیر ہی معلوم ہوئی
حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد لینا جائز نہیں۔ انتہی
(کتاب مستطاب جاءالحق وزھق الباطل بحث ۱۲ دعا بعد نماز جنازہ ص۲۶۲)]

اس مسئلہ کی نفیس بحث اسی کتاب مستطاب میں دیکھئے

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸

انگوٹھے چومنا

اذان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی سنکر انگوٹھے چومنا مستحب، وسنتِ ابوالبشر اوّل الانبیاء آدم علیہ السلام وافضل البشر بعد الانبیاء صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسید شباب اہل الجنۃ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے جس کی تفصیل اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین میں ہے مختصراً یہاں گذارش ہے۔

ثبوت ۱۱۔ کتاب احادیث قدسیہ میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام لقائے محبوب کے مشتاق ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کی صورت کریمہ ان کے انگوٹھوں کے ناخنوں کی صفا میں ظاہر فرمائی۔

فمسح علی عینیہ فصار اصلا لذریتہ فلما اخبر جبریل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھذہ القصۃ قال من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابھامیہ ومسح علی عینیہ لم یعم ابداً۔	آدم علیہ السلام نے انگوٹھوں کے ناخنوں کو پھر ملا تو ان کی اولاد کیلئے یہ اصل ہو گئی جب جبریل امین نے اس قصہ کی خبر حضور کو دی فرمایا جس نے اذان میں میرا نام سنا پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں سے ملا کبھی اندھا نہ ہوگا (التفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء نولکشور لکھنو ص ۱۲۱ ج ۲)

ثبوت ۱۲۔ ابونعیم نے حلیہ میں وہب ابن منبہ سے روایت کی کہ بنی اسرائیل

میں ایک شخص نے سو سال تک گناہ کئے جب مر گیا بنی اسرائیل نے اسے فربلہ (اکوڑی) پر پھینک دیا وحی نازل ہوئی "موسیٰ" اسے غسل دیجئے کفنائیے اور بنی اسرائیل کے ساتھ نماز جنازہ پڑھئے عرض کی مولا کیوں؟ بنی اسرائیل اس کے گناہ کے شاہد ہیں۔ ارشاد ہوا

لانہ نظر فی التوراۃ اسم	یہ اس لئے کہ اس نے تورات میں میرے
محمد فقبلہ ووضعہ علی عینیہ	محبوب کا نام نامی پایا اسے چوما آنکھوں پر
وصلی علیہ فغفرت لہ ذنوبہ	رکھا اور ان پر درود پڑھی میں نے اسکے
وزوجتہ حوراء ولفظ الخصائص	گناہ بخشد ئے اور حور سے نکاح کر دیا اور
سبعین حوراء	خصائص کبریٰ مصنفہ امام جلال الدین سیوطی
(نزہۃ المجالس مصری ج۲ ص۹۰ و خصائص کبریٰ مطبوعہ دکن ص۱۶ ج۱)	رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے کہ ستر حوروں سے نکاح کر دیا)

ہم نام اقدس کو لے کر یا سن کر انگوٹھے چومتے ہیں یہ درحقیقت نام اقدس کا چومنا ہے نام نامی زبان پر آیا یا سنکر درود پڑھی اور درود میں اسم گرامی لیا تو دل نے چاہا کہ نام پاک کو چوم لے لیکن یہ طاقت سے باہر تھا لہذا جس زبان سے نام نامی ادا ہوا اس کی طرف انگوٹھوں سے اشارہ کر کے اسے چوما اور آنکھوں پر رکھا یہ نام والا کا چومنا اور اسے آنکھوں سے لگانا ہوا اس کی نظیر مسئلہ تقبیل حجر اسود ہے درمختار میں ہے۔

وان عجز عنھا ای الاستلام	اگر حجر اسود کو چومنے یا مس کرنے سے عاجز ہو تو
والامساس استقبلہ مشیرا الیہ	حجر اسود کے مقابل کھڑا ہو کر اپنی دونوں ہتھیلیوں
بباطن کفیہ کانہ واضعا علیہ	سے یوں اشارہ کرے گویا کہ دونوں ہتھیلیاں اس پر
وکبر وھلل وحمد اللہ وصلی علی	رکھے ہوئے ہے پھر تکبیر کہے کلمہ توحید پڑھے خدا کی حمد

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم — کرے حضور پر درود پڑھے اور اپنی ہتھیلیاں
ثم قبل کفیہ۔ — چومے۔ (درمختار علی ہامش رد المحتار مصری کتب ج ۱ ص ۲۲۸)

جس طرح حجر کے چھونے سے عجز کے وقت صرف اشارہ کر کے چومنا کافی ہے یونہی نام اقدس کو چومنے کے لئے عجز کی صورت میں صرف اشارہ کر کے چومنا اور آنکھوں سے لگانا کافی ہے۔ عبارت درمختار سے یہ بھی معلوم ہوا کہ درود میں نام اقدس لینے کے بعد چومنے کا حکم ہے۔ اگر معاذاللہ یہ شرک و بدعت ہوتا تو واضعان قانون شریعت ان دونوں میں ضرور فصل رکھتے تاکہ ناظر کو شک نہ ہو جیسے کہ بعد نماز صفوف توڑ دینے اور جگہ بدل دینے کا حکم ہے کہ ناظر دھوکے میں نہ رہے۔ لیکن یہاں ایسا نہیں معلوم ہوا کہ ائمہ کرام اس میں کوئی حرج خیال نہ فرماتے تھے بلکہ اشارۃً اس کی دلیل فرما گئے کہ درود کے بعد ہاتھ چومے والحمد للہ تعالیٰ

رہا یہ کہ انگوٹھوں کے ناخن ہی کیوں چومے جاتے ہیں ہتھیلیاں کیوں نہیں چومتے اسکے مندرجہ ذیل وجوہ ہیں۔

(۱) سیدنا آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں کے ناخنوں ہی میں نور پاک صاحب لولاک جلوہ گر ہوا تھا جیسا کہ ثبوت میں گذرا لہذا انہی کا چومنا مناسب ہوا۔

(۲) اسی سے سنت آدم علیہ السلام ادا ہو گئی جیسے کہ آدم علیہ السلام کو جب خلعت ہستی ملا چھینک آئی تو آپ نے الحمد للہ کہا وہی سنت کریمہ آج تک جاری ہے کہ چھینک آئے الحمد للہ کہو۔

(۳) جنت میں آدم علیہ السلام کا لباس ناخن تھا سرتاپا۔ جب آپ جنت سے زمین پر تشریف لائے وہ لباس اتار دیا گیا اور صرف بطور یادگار انگلیوں پر رہ گیا۔ تفسیر خازن میں ہے۔

قال قتادۃ کان لباس اٰدم فی الجنۃ ظفر اکلہ۔	حضرت قتادہ (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت میں آدم علیہ السلام کا سارا لباس ناخن تھا۔

(خازن شریف مصری سورہ الاعراف آیۂ کریمہ بدت لھما من سوآتھما ج ۲ ص ۸۴)

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے

کان لباسھما من جنس الاظفار بیاضا فی غایۃ اللطف واللین فبقی عند الاظفار تذکیرا للنعم وتجدیدا للندم۔ (مدارک شریف علی ہامش الخازن ج ۲ ص ۸۴)	حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کا لباس ناخن کی جنس سے تھا یعنی ناخن کی طرح صاف و شفاف اور انتہائی لطیف و نرم تو اب ناخنوں کے مقام پر باقی رہ گیا نعمتوں کی یادگار اور ندامت کی تجدید کیلئے

چونکہ یہ جنت کی چیز ہے جنت میں جانے کے اسباب مہیا کرتے ہوئے اسی کا چومنا مناسب جیسے کہ حجر اسود جنتی پتھر ہے اسے چوما جاتا ہے۔

(۴) اس کو چومنے سے جنت کی یاد آئے گی اور اس کا شوق پیدا ہوگا۔

(۵) کم از کم پانچ وقت ان پر نظر پڑے گی اور اپنے گناہوں سے نادم ہوگا۔ جو مُمد توبہ بلکہ قائم مقام توبہ ہے۔

حبر الامۃ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ماحی الذنوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الندم توبۃ والتائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔	ندامت توبہ ہے اور توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

(مشکوٰۃ شریف نظامی دہلی باب الاستغفار ص ۱۰۲)

ثبوت ۱۳۔ دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

انه لما سمع قول المؤذن اشهد
ان محمدا رسول الله قال هذا
وقبل بباطن الانملتين السبابتين
ومسح عينيه فقال صلی الله تعالیٰ
علیه وسلم من فعل مثل ما فعل
خلیلی فقد حلت شفاعتی۔

(مقاصد حسنہ ص۱۸۱ حرف میم)

جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو اشہد ان
محمد رسول اللہ کہتے سنا یہ دعا پڑھی اَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ
دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا
اور دونوں کلمہ کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے
چوم کر آنکھوں سے لگائے اس پر حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے
نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے۔

ثبوت ۱۴۔ حضرت ابوالعباس احمد بن ابوبکر رداد یمنی صوفی نے اپنی کتاب "موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ" میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے روایت کی کہ۔

انه من قال حین یسمع المؤذن
یقول اشهد ان محمدا رسول الله
مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد
بن عبد الله ثم یقبل ابهامیه
ویجعلها علی عینیه لم یرمد
ابدا۔ (مقاصد حسنہ ص۱۸۱)

ارشاد فرماتے ہیں جو شخص مؤذن سے اشہد
ان محمد رسول اللہ سن کر مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَقُرَّةِ
عَیْنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کہے پھر دونوں انگوٹھے
چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں
کبھی نہ دکھیں۔

ثبوت ۱۵۔ فقیہہ محمد بن البابا کے بھائی سے روایت کی گئی وہ خود اپنا حال بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار ہوا سے ایک کنکری ان کی آنکھ میں گر گئی نکالنے والے تھک گئے نہ نکلی تکلیف بہت شدید تھی۔

وانه لما سمع المؤذن یقول ا

جب انہوں نے مؤذن کو اشہد ان محمد

اشهد ان محمداً رسول الله قال ذالك فخرجت الحصاة من فوره قال الرداد وهذا يسير فی جنب فضائل الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رسول اللہ کہتے ہوئے سنا یہی کہا یعنی اوپر والی دعا پڑھی، فوراً نکل گئی رداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کے حضور اتنی بات کیا چیز ہے۔ (مقاصد حسنہ صـ۱۸۱)

ثبوت ۱۶۔ حضرت شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ کے امام و خطیب اپنی تاریخ میں حضرت مجد مصری جو قدماء مصر میں سے تھے ناقل کہ انہیں فرماتے سنا۔

من صلی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سمع ذکرہ فی الاذان وجمع اصبعیہ المسبحۃ والابہام وقبلہما ومسح بہا عینیہ لم یرمد ابداً۔

جو شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک اذان میں سنکر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھا ملائے اور انہیں بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

(مقاصد حسنہ صـ۱۸۱)

ثبوت ۱۷۔ ابن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ بات فقیہ محمد رزندی سے بھی سنی کہ بعض مشائخ عراق یا عجم سے راوی تھے کہ وہ یوں فرماتے تھے۔

انہ یقول عند ما مسح عینیہ صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب قلبی و یا نور بصری و یا قرۃ عینی

انگوٹھے آنکھوں سے لگاتے وقت یوں کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا حَبِیْبَ قَلْبِیْ وَیَا نُوْرَ بَصَرِیْ وَیَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ اور ان دونوں صاحبوں نے یعنی

وقال لی کل منھما منذ فعلتہ	محمد مصری اور فقیہہ محمد نے مجھ سے فرمایا
لم ترمد عینی (المقاصد حسنہ ص۱۸۱)	جب سے ہم نے ایسا کیا ہماری آنکھیں نہ دکھیں

ثبوت ۱۸۔ حضرت امام ابن صالح ممدوح وموصوف فرماتے ہیں۔

انا وللہ الحمد والشکر منذ سمعتہ	اللہ ہی کیلئے حمد وشکر ہے جب سے میں نے یہ
منھما استعملتہ فلم ترمد عینی	عمل ان دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا
وارجوان عافیتھما تدوم و	میری آنکھیں نہ دکھیں اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی
انی اسلم من العمی۔ (مقاصد حسنہ ص۱۸۱)	رہیگی اور میں کبھی اندھا نہ ہونگا انشاء اللہ تعالیٰ

ثبوت ۱۹۔ یہی امام مدنی فرماتے ہیں فقیہہ محمد بن سعید خولانی سے مروی ہے کہ مجھے فقیہہ عالم ابوالحسن علی بن محمد بن حدید حسینی نے خبردی کہ مجھے فقیہہ محمد زاہد بلالی نے حضرت امام حسن صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ سے خبردی کہ حضرت امام فرماتے ہیں۔

من قال حین یسمع المؤذن اشھد	جو شخص مؤذن کو اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتے
ان محمدا رسول اللہ مرحبا بحبیبی	سنکر یہ دعا پڑھے مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَقُرَّۃِ عَیْنِیْ
وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ و	مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
یقبل ابھامیہ ویجعلھا علی	وَسَلَّمَ اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر
عینیہ لم یعم ولم یرمد۔	رکھے کبھی اندھا نہ ہو نہ آنکھیں دکھیں (مقاصد حسنہ ص۱۸۱)

ثبوت ۱۰۔ طاؤسی فرماتے ہیں کہ انھوں نے خواجہ محمد شمس الدین محمد بن نصر بخاری سے یہ حدیث سنی۔

من قبل عند سماعہ من المؤذن	جو شخص مؤذن سے کلمۂ شہادت سنکر انگوٹھوں
کلمۃ الشھادۃ ظفری ابھامیہ	کے ناخن چومے اور آنکھوں سے ملے اور

ومسہما علی عینیہ وقال
عند المس اللہم احفظ حدقتی
ونورہما ببرکۃ حدقتی محمد
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم ونورہما لم یعم۔

یہ دعا پڑھے اندھا نہ ہو (دعا یہ ہے) اَللّٰھُمَّ
اَحْفِظْ حَدَقَتَیَّ وَنُوْرَہُمَا بِبَرَکَۃِ
حَدَقَتَیْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ
نُوْرِہِمَا۔ (مقاصد حسنہ ص ۱۸۱ و ۱۸۲)

ثبوت ۱۱، حضرت علامہ شامی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ویستحب ان یقال عند سماعہ
الاولی من الشہادۃ صلی اللہ
علیک یا رسول اللہ وعند
الثانیۃ قرۃ عینی بک یا رسول
اللہ ثم یقول اللہم متعنی بالسمع
والبصر بعد وضع ظفری الابہامیہ
علی العینین فانہ علیہ
السلام قائد لہ الی الجنۃ
کذا فی کنز العباد اہ قہستانی
ونحوہا فی الفتاوی الصوفیۃ
وفی کتاب الفردوس من قبل
ظفری ابہامیہ عند سماع
اشہد ان محمدا رسول اللہ
فی الاذان انا قائدہ و د

مستحب ہے کہ اذان میں پہلی مرتبہ کلمہ شہادت
سنکر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پھر
اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ دونوں
انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھنے کے
بعد کہا جائے کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
اسے جنت میں اپنے پیچھے پیچھے لے جائینگے
ایسا ہی کنز العباد میں اور قہستانی میں اور اسی
کے مثل فتاویٰ صوفیہ میں ہے اور کتاب
الفردوس میں ہے کہ جس نے اشہد ان
محمدا رسول اللہ اذان میں سنکر انگوٹھوں
کو چوما میں اسے اپنے پیچھے پیچھے لے
جانے والا اور جنت کی صفوں میں
داخل فرمانے والا ہوں اھ اس کا مکمل
بیان حواشی بحر علامہ رملی میں مقاصد حسنہ

مدخله فی صوف الجنة وتمامه فی حواشی البحر للرملی عن مقاصد الحسنة وذکر ذالک الجراحی واطال۔

سے ہے اور علامہ جراحی نے بھی یہ ذکر کیا اور ان کا کلام بہت طویل ہے۔ (شامی مصری باب الاذان ج ۱ ص ۲۶۴)

ثبوت ۱۲۔ اسی کے مثل علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی حاشیۂ مراقی الفلاح المعروف بہ طحطاوی مطبوعہ مصر باب الاذان ص ۱۲۲ پر بیان فرمایا۔

اقول وباللہ التوفیق :۔ علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ کا ان احادیث کو لکھ کر لا یصح فی المرفوع من کل ھذا شئی یونہی علامہ شامی کا جراحی سے نقل فرمانا لم یصح فی المرفوع من کل ھذا شئی مخالف کج فہم کو لب کشائی کا موقع دیتا ہے لہٰذا وضاحت کیلئے چند سطور ہدیۂ قارئین ہیں۔

حدیث صحیح اصطلاح محدثین میں ایک نہایت اعلیٰ قسم ہے اس معیار کی احادیث اگر تلاش کی جائیں بہت کم دستیاب ہوں۔ اگر صرف صحیح حدیث ہی کارآمد ہوتی اور احادیث ضعیف معاذاللہ ناکارہ تو محدثین حسن، موقوف ضعیف وغیرہ کیوں نام رکھتے بلکہ کتب احادیث میں انہیں جگہ ہی کیوں دی جاتی ان احادیث کا کتب حدیث میں وجود ہی اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ احادیث اپنے محل پر کام آئینگی اور ممکن کہ کوئی بندۂ خدا اس ضعیف حدیث کو بطریق متعددہ پالے گا تو یہی حسن ہو جائیگی۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقدمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

الضعیف ان تعدد طرقہ ...... یسمّی حسنا لغیرہ (مقدمہ مشکوٰۃ ص ۴)

حدیث ضعیف کے اگر متعدد طریق ہوں تو اس کو حسن لغیرہ کہا جائے گا۔

متعدد طریق نہ سہی پھر بھی حدیث ضعیف فضائل اعمال میں بلاشبہ مقبول و معمول۔ اسی میں ہے۔

ان الحدیث الضعیف معتبر فی فضائل الاعمال۔ (مقدمہ مشکوٰۃ ص ۲)	بے شک حدیث ضعیف فضائل اعمال میں معتبر ہے۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

فی فضائل الاعمال یجوز العمل بالحدیث الضعیف۔	فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے۔ (شامی باب الاذان ج ۱ ص ۲۵۸)

یہی وجہ ہے کہ علامہ شامی نے لم یصح فی المرفوع فرماتے ہوئے بھی یستحب یعنی مستحب ہے فرمایا اور علامہ سخاوی نے لا یصح فی المرفوع لکھتے ہوئے اکابرین علماء کے تجربات و مشاہدات نقل فرمائے جس سے کم از کم استحباب ضرور ثابت۔ نہیں نہیں بلکہ عمل علمائے صالحین خود صحت حدیث کی دلیل قوی ہے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

وقد صرح غیر واحد بان من دلیل صحۃ الحدیث قول اہل العلم وان لم یکن لہ اسناد یعتمد علی مثلہ۔	متعدد علماء نے تصریح فرمائی کہ اہل علم کا قول صحت حدیث کی دلیل ہے اگرچہ اس کی سند ایسی نہ ہو جس کی مثل پر اعتماد کیا جائے۔ (التعقبات علی الموضعات ص ۱۲)

اسی میں اس سے قبل متصلاً فرمایا

ضعفہ احمد وغیرہ والعمل علی ھذا الحدیث عند اہل العلم	امام احمد وغیرہ محدثین نے اسے ضعیف کہا اور عمل اہل علم کا اسی حدیث پر ہے

فاشار بهذا الى ان الحديث | (حضرت حسین نے) اس طرف اشارہ کیا کہ حدیث
اعتضد بقول اهل العلم۔ | اہل علم کے قول سے مضبوط و قوی ہو جاتی ہے۔

(التعقبات ص۱۲)

اسی میں صلوٰۃ التسبیح کے متعلق فرمایا حدیث ضعیف ہے پھر فرمایا۔

وقد اولها الصالحون بعضهم | اسے صالحین نے ایک دوسرے سے
عن بعض وفی ذالك تقوية | اخذ کیا اور اس میں حدیث مرفوع کیلئے
للحديث المرفوع۔ (التعقبات ص۱۲) | تقویت ہے۔

حضرت امام حافظ شیخ عبد العظیم منذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باب صلوٰۃ الحاجۃ میں فرماتے ہیں۔

الاعتماد فی مثل هذا على التجربة لا على الاسناد۔ | اس قسم کی احادیث میں تجربہ پر اعتماد ہے سند پر نہیں۔ (کتاب الترغیب والترهیب علی ہامش المشکوٰۃ ص۱۱۹)

حدیث مرفوع نہ سہی تو کیا حدیث موقوف قابل عمل نہیں لا یصح فی المرفوع من کل هذا شئ کا مفہوم یہی تو ہے کہ ان احادیث میں سے کسی کو مرفوع کہنا صحیح نہیں۔ اگر یہی لیل و نہار ہیں تو کل کسی عالم دین نے وضو کی سنتیں بیان فرما کر یہ کہدیا کہ لا یصح فی الفرائض من کل هذا شئ۔ ان سنتوں میں کسی کو فرض کہنا صحیح نہیں تو شاید ایسے سلیم الطبع اس کا یہی مفہوم لینگے کہ سنتوں پر عمل کرنا بدعت اور شرک ہے حالانکہ عربی سے مس رکھنے والا ہر انسان جانتا ہے کہ یہ انکار فرائض ہے نہ کہ انکار سنت یونہی حدیث مرفوع کے انکار سے اس کا عدم لازم نہیں آتا خداوند قدوس جن کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اب جبکہ یہ دیکھا کہ اس طرح کام نہیں چلتا تو ان احادیث کو موضوع کہنا شروع کیا چنانچہ رسالہ حقوق محمدی ص۱۰ پر لکھا۔

سب کی سب غیر صحیح غیر ثابت ناقابل عمل ہیں اتنا ہی
نہیں بلکہ یہ روایتیں موضوع یعنی بناوٹی اور جھوٹ ہیں
(حقوق محمدی ص۱۰)

اوّلاً جب جمہور علماء نے اسے موضوع نہ کہا بلکہ صرف لا یصح فرمایا تو تمہیں کیا حق حاصل ہے کہ تم اس کے خلاف کہہ کر عوام میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرو لا یصح فرمانا وضع پر دلالت نہیں کرتا۔

علامہ قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں۔

قال الامام احمد لا یصح ھذا الحدیث قلت لا یلزم عدم صحتہ ثبوت وضعہ وغایتہ انہ ضعیف۔ (موضوعات کبیر مجتبائی دہلی ص۱۰۵)

اکتحال عاشورہ کی حدیث کو امام احمد نے فرمایا صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں۔ انتہا یہ کہ ضعیف ہو۔

اور فضائل اعمال میں حدیث ضعیف مقبول جیسا کہ گذرا

ثانیاً فرض کرو حدیث موضوع ہی سہی (حالانکہ ایسا نہیں) پھر بھی تمہیں کیا مفید۔ حدیث کے موضوع ہونے سے اس فعل کا حرام ہونا تو ضروری نہیں۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ زیر عبارت اما الموضوع فلا یجوز العمل بہ بحال (حدیث موضوع پر کسی حال میں عمل جائز نہیں رقمطراز ہیں)

ای حیث کان مخالفاً لقواعد الشریعۃ واما لو کان داخلا فی اصل عام فلا مانع منہ لا لجعلہ حدیثا بل لدخولہ تحت الاصل العام۔

یہ جب ہے کہ حدیث موضوع قواعد شریعہ کے خلاف ہو اگر ایسا نہیں بلکہ وہ فعل اصل کلی یعنی مباحات میں داخل ہے تو اس سے کوئی منع کرنے والا نہیں ہاں اس موضوع کو حدیث نہ ٹھہرائیں بلکہ یوں کہ وہ فعل داخل قاعدہ کلیہ ہے (شامی مصری باب مندوبات الوضوء ص۹۱ ج۱)

خصوصاً جبکہ اس فعل کے علماء فاعل ہوں عامل ہوں قائل ہوں مستحب فرمائیں ایک دوسرے سے بطور حدیث نقل کریں۔ خود انہیں انگوٹھے چومنے والی احادیث کے باب میں بصراحت فرمائیں۔

قلت اذا ثبت رفعه إلى الصديق فيكفي للعمل لقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين (موضوعات کبیر ص ۶۴)

میں کہتا ہوں کہ جب حدیث کا حضرت صدیق تک مرفوع ہونا ثابت ہے تو عمل کو بس ہے کہ حضور کا ارشاد ہے میں تم پر اپنی اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت لازم فرماتا ہوں۔

غالباً اسی بنا پر حضرت علامہ طحطاوی نے ان احادیث کو مرفوع فرمایا

من حديث ابي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه مرفوعاً۔

یہ عمل صدیق اکبر کی حدیث سے مرفوعاً مروی ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح مصری ص ۱۲۲)

خوف کرنا چاہئے کہ کہیں انکار حدیث موجب عتاب وعقاب نہ ہو جائے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب المرض والطب میں ایک حدیث ہفتہ اور بدھ کے دن پچھنے لگوانے کی ممانعت میں بیان کر کے ابو معین بن الحسین بن الحسن طبری کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں میں نے ہفتہ کے دن پچھنے لگوانے کا ارادہ کیا غلام سے کہا حجام کو بلا لا وہ چلا حدیث یاد آئی غلام کو بلا بھیجا پھر غور کیا کہ حدیث کی بعض اسناد میں ضعف ہے غلام کو کہا بلا لا وہ بلا لایا پچھنے لگوائے کوڑھ ہو گئی رات کو زیارت سرکار سے مشرف ہوئے عرض حال کیا۔ فرمایا

اياك والاستهانة بحديثي فنذرت لله نذراً لئن اذهب الله ما بي من البرص لم اتهاون

"خبردار میری حدیث کو ہلکا نہ جان" میں نے اللہ کے لئے نذر مانی کہ اگر اس مرض سے نجات پاؤں تو کسی حدیث کو ہلکا

فی خبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ	نہ جانوں گا خواہ صحیح ہو خواہ ضعیف
وسلم صحیحا کان او سقیما۔	تو اللہ تعالیٰ نے شفا دی۔

(اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعۃ نولکشور لکھنؤ ص ۵۶۰، ۵۶۱)

علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

قص الاظفار وتقلیمها سنۃ	ناخن ترشوانا اور قلم کرنا سنت ہے اور
ورد والنهی عنه فی یوم الاربعاء	بدھ کے دن نہی وارد ہوئی ہے کہ وہ
وانه یورث البرص وحکی عن	کوڑھ کا مورث ہے بعض علما کی حکایت
بعض العلماء انه فعله فنهی	ہے کہ انہوں نے ایسا کیا انہیں روکا گیا تو
عنه فقال لم یثبت هذا فلحقه	فرمایا یہ حدیث ثابت نہیں ہوئی اسی وقت
البرص من ساعته فرای النبی علیه	کوڑھ ہو گئی۔ خواب میں زیارت سرکار
السلام فی منامه فشکی الیه ما اصاب فقال	سے مشرف ہوئے شکایت عرض کی فرمایا کیا
الم تسمع نهیی عنه فقال لم یصح عندی	تم نے نہ سنا تھا کہ اس کی ممانعت ہے عرض کی میرے
فقال یکفیك انه سمع یدنه بیده	نزدیک حدیث صحیح نہ تھی ارشاد فرمایا تمہیں یہی
الشریف فذهب ما به	کافی تھا کہ تم نے میرے نام پاک سے حدیث سنی
فتاب عن مخالفة ما سمع۔	پھر انکے بدن پر دست اقدس پھیرا فوراً کوڑھ جاتی
(نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض مصری ج ۱ ص ۳۴۴)	رہی انہوں نے توبہ کی کہ اب حدیث سنکر کبھی مخالفت نہ کرونگا

یہ نیک اور صالح لوگ تھے سرکار کے پیارے تھے جنہیں فوراً متنبہ فرما دیا جاتا تھا آج اگر کسی مخالفت حدیث کرنے والے کو کچھ نہ ہو تو وہ اسپر پھولے نہیں بلکہ خوف کرے کہ کہیں چھوڑ نہ دیا گیا ہو۔ مولا عزّ وجل ارشاد فرماتا ہے۔

وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ — اللہ انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

(پارہ ۱ سورہ بقر)

اس زعم میں بھی نہ رہیں کہ یہ آیت صرف منافقین کیلئے ہے ہم تو کلمہ گو ہیں ہمارے لئے ایسا نہیں ہو سکتا۔ آیت کا شان نزول اگرچہ خاص ہوتا ہے مگر حکم عام جو اہلِ علم پر مخفی نہیں۔ تفسیر مدارک شریف میں اسی آیت کے تحت فرمایا

الآية حجة على المعتزلة — یہ آیت معتزلہ پر بھی حجت ہے

(تفسیر مدارک شریف علی ہامش الخازن مطبوعہ مصر ج ۱ ص ۳۰)

العياذ بالله رب العلمين۔ هذا ما فهمت في الباب والله ورسوله اعلم بالصواب جل جلاله وصلى الله تعالى عليه وسلم وعلمه جل مجده اتم واحكم

کتبہ: الفقیر سید محمد ریاض الحسن
جیلانی رضوی حامدی جودھپوری غفرلہ القوی

۱۳ر صفر المظفر ۱۳۷۷ھ
یوم الاحد

○ تصدیق:۔ علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ ذوی الفضل العظیم۔ فقیر بے تقصیر نے یہ رسالہ مبارکہ از اوّل تا آخر حرفاً حرفاً دیکھا بحمدہٖ تعالیٰ اسے بالکل حق وصحیح پایا۔ مصنف محترم نے اس مختصر کتاب میں احقاق حق وازہاق باطل فرمایا فجزاہ اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء بجاہ حبیبہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثناء۔ فی الحقیقت یہ رسالہ ہدایت قبالہ ان لوگوں کیلئے جو کسی بدمذہبی ولامذہبیت کے روحانی امراض کا شکار ہیں ایک طبیب حاذق کی حیثیت رکھتا ہے جو انہیں ان کے امراض کے اسباب وعلامات پر مطلع کرتا اور ان کے امراض سے نجات وصحتیابی کی سچی تدبیر بتاتا ہے کہ وہ رب قدیر کی بارگاہ میں خلوص قلب سے توبہ لائیں اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں بسائیں اور علمائے اہلسنت وجماعت کثرہم اللہ تعالیٰ کی پیروی میں قدم ہمت بڑھائیں۔

وذالک ھو الفوز المبین

وانا الفقیر العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ ۔۴ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ

مہر
صدر المدرسین
مدرسہ احسن البرکات
حیدر آباد

مہر
دار الافتاء مدرسہ احسن البرکات
حیدر آباد

○ تصدیق : محدث اعظم پاکستان، علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ

اس رسالہ بہشت خزینہ کو بعض مقامات سے دیکھا صحیح و صواب پایا۔
قلت فرصت کی وجہ سے اس کو پورا نہ دیکھ سکا۔ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے فاضل مجیب سلمہ کو جزاء خیر عطا فرمائے اور اس خدمت دینی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ
خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام، لائل پور
۱۷ شوال المکرم ۱۳۷۷ھ

○ تصدیق : حضرت مولانا سید محمد علی صاحب ارمؔ جے پوری

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نعم الجواب و حبذ التحقیق الصدق والصواب

الحمد للہ ہر بہشت مسائل مسؤلۂ سائل مندرجہ رسالہ ہذا کے جیسی وضاحت و صراحت اور تفصیل و تشریح کے ساتھ کتب معتبرہ و آیات و احادیث متعلقہ سے فاضل مصنف نے جوابات تحریر فرمائے یقیناً وہ ہر حق پسند طبیعت مسلمان کیلئے کافی و وافی ہیں۔ اور حق یوں ہے کہ ان تمام دلائل واضحہ و حقائق صحیحہ کو ایسے صاف اور سادہ عام فہم طریق سے بیان کر دیا گیا کہ سوائے کج طبیعت کسی منصف مزاج مسلمان بلکہ انسان کو انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔

بلاشبہ یہ سب مسائل معمول بہ روزمرہ ہیں اور ان کا ایسا ہی تفصیلی اور تحقیقی جواب ہونا ضروری تھا، خدا تعالیٰ فاضل مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو توفیق دے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ آمین

دستخط
مولوی سید محمد علی ارمؔ جے پوری

○ **تصدیق:۔ حافظ محمد احسان الحق صاحب جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور**

الجواب بعون الملک الوہاب صحیح وصواب۔

فقیر حافظ محمد احسان الحق غفرلہ

○ **تصدیق:۔ ابو حامد محمد حنیف صاحب جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور**

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر ابو حامد محمد حنیف غفرلہ

○ **تصدیق:۔ مولانا منصور حسین شاہ صاحب کشمیری جامعہ رضویہ لائل پور**

الجواب صحیح۔

فقیر منصور حسین شاہ غفرلہ کشمیری

○ **تصدیق:۔ مولانا ابوالکامل نواب الدین صاحب جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور**

الجواب صحیح۔

فقیر ابوالکامل نواب الدین غفرلہ
ناظم شعبہ تعلیمات جامعہ رضویہ مظہر اسلام
لائل پور

○ **تصدیق:۔ مولانا محمد شریف صاحب حافظ آبادی جامعہ رضویہ لائل پور**

الجواب صحیح۔

فقیر محمد شریف حافظ آبادی کان اللہ لہ

تصدیق :- علامہ ابوالاسرار صاحب قادری اشرفی نعیمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

فقیر نے رسالہ مقدسہ کو اول سے آخر تک بغور دیکھا۔ فاضل مجیب نے مذہب اہلسنت کے مطابق مسائل ثمانیہ کو کتاب و سنت کے ایسے ظاہر وباہر دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ایمان والے کو تو شک و شبہ کی گنجائش ہی باقی نہ رہیگی اور وہ ان مسائل پر یقین کامل کے ساتھ عمل کر کے اپنے آپ کو سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی رحمت کا مستحق بنا کر رضائے الٰہی جل وعلا حاصل کر سکتا ہے جو کہ اہل جنت میں شمار ہونے کا سبب ہو جائے۔

فقیر ابوالاسرار قادری اشرفی نعیمی
مورخہ ۷، ربیع الاول المقدس ۱۳۷۵ھ

تصدیق :- مفتی محمد محمود صاحب الوری رحمۃ اللہ علیہ

احقر اس کتاب کو بالاستیعاب نہیں پڑھ سکا متفرق مقامات سے ضرور دیکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف مجیب نے اس کتاب کی ترتیب تالیف میں بڑی محنت اور سعی سے کام لیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے مسئلہ لاؤڈ اسپیکر دیکھ کر متبنی کا یہ مصرعہ یاد آگیا۔

مصرعہ:- انا الطائر المحکی وغیری ہو الصدی

تو لاؤڈ اسپیکر تو یقیناً غیر ہے جو غار میں بھی نہیں اس کی آواز صدی ہے اس پر نماز نہ پڑھی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

مہر

محمد محمود غفرلہ
۱۳ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ، حیدرآباد - حیدرآباد

تصدیق :- ابوالاعجاز ظہور احمد غلام رضا صاحب و حافظ غلام رسول صاحب جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور

الجواب صحیح

ابوالاعجاز ظہور احمد غلام رضا
کدھروی گجراتی

لقد اصاب من اجاب

حافظ غلام رسول عفی عنہ پپلانوی

تصانیف

مفتی سید ریاض الحسن جیلانی حامدی قدس سرہٗ

- ستائیسویں رجب کے اعمال
- ...زن انوار شعبان
- درس لیلۃ القدر
- ...فت لیلۃ القدر
- احکام عید الفطر
- برکات عید الاضحیٰ
- ...ات لاؤڈ اسپیکر
- [illegible]
- [illegible]
- حقیقت و مجاز
- ذکر رفیع
- عنایات الرب (...عبد المطلب)
- تفہیم الزکی (طلاق رجعی)
- القول الواثق (فاسق کی امامت)
- ... الاسط (...)

مطبوعہ

غیر مطبوعہ

- کشف النور (قبر پر اگربتی جلانا)
- الفیوضات الحامدیہ (جرم قربانی سے تعمیر مسجد)
- سبز عمامہ
- مصافحہ
- فیضان جعفر الانام (امام جعفر صادق)
- ہشت خزینہ (آٹھ خزانے)
- جواز السلامۃ (اقامت پر بیٹھنا)
- یوم عاشورہ
- فلم "خانہ خدا" کا حکم
- گوہر بے بہا
- ذکر حبیب
- ...عط المواعظ (چند نصیحتیں)
- مذاق نکاح خوانی (نکاح کا طریقہ)
- پنج گنج (پانچ مسئلے)
- ریاض الفتاوی (۲ جلد)